Al-Āfāq, Vol.: 02, Issue: 01, Jun-2022
PP: 45-63

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

علامہ وحید الزماں کی تصنیفی خدمات: تحقیقی جائزہ

Literary Services of Allama Waheed-al-Zaman: Research Study

Sadia Sardar
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.
sadia.sardar843@gmail.com
Muhammad Farooq Iqbal
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Faisalabad, Pakistan.
frqiqb@gmail.com

ABSTRACT

Maulana Wahid-ul-Zaman's father, Sheikh Masih-ul-Zaman, being scholars themselves, had established a publishing house, were familiar with all kinds of books, translators, and were also familiar with the common weaknesses of educated people that even after reading everything, they could not translate without difficulty. And they do not know how to write and compile, that is why he took special care in the education of Wahid al-Zaman that these flaws should not remain. Sheikh Masih al-Zaman had obliged him to translate what he read in Urdu every day, so he used to translate as much as he read. There was a way to translate. Also, in this way, I got the opportunity to understand and read the books, the ability also matured, the flaws that are usually left during education, they also came out one by one, and I got used to translating, that was the reason that after some time, such a queen was obtained. That he used to translate big books without any trouble and there was no need to consult a dictionary. Undoubtedly, no one else has done the work of translation from Arabic to Urdu as much as you alone, but perhaps no one has translated such important books in other languages. One person did not. Apart from this, he has written the rates of some books and left some permanent compilations. Maulana Waheed al-Zaman used to abide the translation and never revised it, that is why much time was not spent on the translation and the translation was completed quickly. In this way,



the translation continued and many books were translated, but due to lack of revision, the quality of the translation could not be created which is obtained by looking and thinking after translation. Look out above, the translation of these recurring narrations is not the same, even if this difference does not affect the meaning, it does not have any meaningful meaning in itself.

Keywords: *Waheed-al-Zaman, Literary Services, Translation, Dictionary, Research, Writer, Books.*

تعارف:

مولانا وحیدالزماں کے والدین شیخ مسیح الزماں چونکہ خود عالم تھے پھر مطبع قائم کر چکے تھے ہر قسم کی کتابوں سے واقف تھے مترجموں، اور پڑھے لکھے لوگوں کی عام کمزوریوں سے بھی آشنا تھے کہ وہ سب کچھ پڑھنے کے بعد بھی نہ بلا تکلف ترجمہ کر سکتے ہیں اور نہ ان کو تصنیف و تالیف کا ڈھنگ آتا ہے اس لئے آپ نے وحیدالزماں کی تعلیم میں اس امر کا خاص خیال رکھا کہ یہ خامیاں نہیں رہنی چاہئیں چنانچہ طالب علمی کے زمانہ میں جب کہ آپ شرح الوقایہ پڑھتے تھے اورا بھی خورد سال ہی تھے کہ شیخ مسیح الزماں نے ان کو پابند کر دیا تھا کہ جتنا سبق پڑھو اس کا ہر روز اردو میں ترجمہ کر لیا کرو، چنانچہ آپ جتنا پڑھتے اتنا ترجمہ کر لیتے تھے اس طرح شرح الوقایہ کے پڑھنے کے زمانہ ہی میں پوری شرح الوقایہ کا ترجمہ ہو گیا اور اس سے آپ کو ترجمہ کرنے کا ڈھنگ آگیا۔ نیز اس طرح کتابوں کو سمجھ کر پڑھنے کا موقعہ ملا استعداد بھی پختہ ہو گئی جو خامیاں دوران تعلیم میں عموماً رہ جاتی ہیں وہ بھی ایک ایک کر کے نکلتی گئیں اور ترجمہ کرنے کی عادت ہو گئی یہی وجہ تھی کہ کچھ عرصہ بعد ایسا ملکہ حاصل ہو گیا تھا کہ بڑی بڑی کتابوں کا ترجمہ بلا تکلف کر لیتے تھے اور کہیں لغت دیکھنے کی حاجت نہیں ہوتی تھی۔ بلاشبہ عربی سے اردو زبان میں ترجمہ کا کام جتنا تنہا آپ نے کیا اتنا کسی اور نہیں کیا بلکہ شاید اور زبانوں میں بھی اتنی اہم کتابوں کا ترجمہ کسی ایک شخص نے نہیں کیا۔ اس کے علاوہ بعض کتابوں کی شرحیں لکھی ہیں اور بعض مستقل تالیفات چھوڑی ہیں۔ مولانا وحیدالزماں ترجمہ قلم برداشتہ کرتے اور کبھی اس پر نظر ثانی نہیں کرتے تھے اسی لئے ترجمہ پر زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا تھا اور ترجمہ جلد مکمل ہو جاتا تھا۔ اس طرح مسلسل ترجمہ ہوتا رہا اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ ہو گیا مگر نظر ثانی نہ ہونے کی وجہ سے ترجمہ میں وہ خوبی پیدا نہ ہو سکی جو ترجمہ کرنے کے بعد دیکھنے اور غور کرنے سے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ صحاح ستہ جس میں بیشتر حدیثیں مکرر ہیں ان مکرر حدیثوں کا ترجمہ بھی یکساں نہیں ہے، یہ اختلاف اگر چہ معنی پر اثر انداز نہیں ہوتا مگر اپنے اندر کوئی معنی خیز خوبی بھی نہیں رکھتا۔

علامہ وحیدالزماں:

محمد وحیدالزماں نام، وقار نواز جنگ خطاب تھا، نسباً فاروقی تھے سلسلہ نسب یہ ہے: وحیدالزماں بن مسیح الزماں بن نور محمد بن شیخ احمد ملتانی [1]

ولادت اور بچپن:

آپ کے بزرگوں کا اصلی وطن اگرچہ ملتان تھا مگر آپ کانپور میں پیدا ہوئے سال ولادت 1367 ہجری مطابق 1850ء ہے جیسا کہ موصوف کا بیان ہے:

"ولادت میری 1267 سن ہجری بمقام شہر کانپور ہوئی" [2]

آپ ایک علمی خاندان کے گوہر شب چراغ تھے، جب آنکھیں کھولیں تو ہر طرف علم کا چرچا دیکھا، شیخ مسیح الزماں خود بڑے عالم اور مطبع مسیحائی کے مالک تھے، علم اور اہل علم کے قدر دان تھے، دولت بھی فراواں تھی بڑے ناز و نعم سے پرورش ہوئی، پانچ برس تک والد ماجد ہی کے سایہ عاطفت میں تربیت پائی، مگر غدر کے زمانے میں شیخ مسیح الزماںؒ نے اہل وعیال کو کانپور سے موضع پنڈر یار (جو خیر آباد اودھ کے مضافات میں سے ہے) میں منتقل کر دیا اور پھر سال بھر کے بعد جب حالات اعتدال پر آگئے تو بلا لیا اور اس ہونہار فرزند کی تربیت پر خاص توجہ دی۔

تعلیم و تربیت:

شیخ مسیح الزماں نے ابتدا میں اپنے بڑے فرزند اور ان کے بڑے بھائی حافظ بدیع الزماں صاحب کے سپرد کیا، جن سے انھوں نے قرآن پاک ناظرہ پڑھا اور خود قرآن مجید کا اردو ترجمہ شروع کرایا اور ساتھ ساتھ اردو فارسی کی کتابیں پڑھانا شروع کیں۔ سعادت مند فرزند نے جلد ہی اردو فارسی میں اچھی لیاقت پیدا کر لی، آٹھ سال کی عمر میں آپ کو میزان منشعب وغیرہ شروع کرائی گئیں اور سال بھر میں اتنی استعداد پیدا ہو گئی کہ آپ بسہولت عربی عبارت پڑھنے اور اس کا ترجمہ کرنے لگے، چنانچہ مولانا کے شاگرد رشید مرزا محمد حسن لکھنوی آپ کی سوانح " لائف سی سالہ "میں لکھتے ہیں:

> " پہلے وحید الزماں صاحب نے قرآن شریف اپنے برادر معظم مولوی بدیع الزماں صاحب سے پڑھا پھر ترجمۂ قرآن شریف، اور اردو کی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں، یہاں تک کہ اردو فارسی میں بخوبی لیاقت پیدا کی، جب آٹھ برس کا سن ہوا تو عربی شروع کی اور میزان منشعب وغیرہ اپنے والد سے پڑھ کر ایک سال کے عرصہ میں عربی عبارت سمجھنا اور اس کا ترجمہ کرنا شروع کیا"[3]

پھر فن کی حیثیت سے صرف و نحو کی کتابیں مفتی عنایت احمد کاکورویؒ سے پڑھیں مگر تھوڑے عرصہ کے بعد مفتی صاحب کا انتقال ہو گیا، تو آپ نے موصوف کے نامور شاگرد سید حسین شاہ بخاری مصنف خلعتہ الہنود سے درس لینا شروع کیا اور سال بھر میں علوم صرفیہ اور نحویہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے جیسا کہ " لائف سی سالہ "میں مذکور ہے:

> "بعد اس کے جناب مفتی عنایت احمد صاحب جو سفر بیت اللہ میں غریق رحمت ہوئے صرف اور نحو کا اکتساب شروع کیا پھر چند روز کے بعد جب مفتی صاحب کی وفات ہو گئی تو ان کے شاگرد رشید مولوی میر حسین شاہ بخاری مصنف خلعتہ الہنود سے درس لیتے رہے چنانچہ ایک سال کے عرصہ میں صرف و نحو سے بخوبی فارغ ہو گئے"[4]

اس کے بعد فقہ کی کتابیں پڑھنا شروع کیں اور بارہ سال کی عمر میں "شرح الوقایہ "تک پہنچ گئے۔

مولانا وحید الزمان کے علمی مشاغل

مولانا وحید الزمان ایک علم دوست شخصیت تھے۔ آپ انتہائی ذہین اور حافظے کے اعتبار سے قوی اور مسلّم تھے۔ اسی طرح آپ کتب کی تدوین میں بھی اعلی صلاحیتوں کے مالک تھے کہ بہت سی مصروفیات کے باوجود آپ نے کثیر کتب اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ آپ کے علمی مشاغل و

شیوخ کا تذکرہ درج ذیل ہے:

اساتذہ:

شیخ مسیح الزماں نے ابتدا میں اپنے بڑے فرزند اور ان کے بڑے بھائی حافظ بدیع الزماں صاحب کے سپرد کیا، جن سے انھوں نے قرآن پاک ناظرہ پڑھا اور خود قرآن مجید کا اردو ترجمہ شروع کرایا اور ساتھ ساتھ اردو فارسی کی کتابیں پڑھانا شروع کیں۔ سعادتمند فرزند نے جلد ہی اردو فارسی میں اچھی لیاقت پیدا کر لی، آٹھ سال کی عمر میں آپ کو میزان منشعب وغیرہ شروع کرائی گئیں اور سال بھر میں اتنی استعداد پیدا ہو گئی کہ آپ بسہولت عربی عبارت پڑھنے اور اس کا ترجمہ کرنے لگے، چنانچہ مولانا کے شاگرد رشید مرزا محمد حسن لکھنوی آپ کی سوانح "لائف سی سالہ" میں لکھتے ہیں:

> "پہلے وحیدالزماں صاحب نے قرآن شریف اپنے برادر معظم مولوی بدیع الزماں صاحب سے پڑھا پھر ترجمۂ قرآن شریف، اور اردو کی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھا کئے، یہاں تک کہ اردو فارسی میں بخوبی لیاقت پیدا کی، جب آٹھ برس کا سن ہوا تو عربی شروع کی اور میزان منشعب وغیرہ اپنے والد سے پڑھ کر ایک سال کے عرصہ میں عربی عبارت سمجھنا اور اس کا ترجمہ کرنا شروع کیا"[5]

پھر فن کی حیثیت سے صرف و نحو کی کتابیں مفتی عنایت احمد کاکوروئیؒ سے پڑھیں مگر تھوڑے عرصہ کے بعد مفتی صاحب کا انتقال ہو گیا، تو آپ نے موصوف کے نامور شاگرد سید حسین شاہ بخاری مصنف خلعتہ الہنود سے درس لینا شروع کیا اور سال بھر میں علوم صرفیہ اور نحویہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے جیسا کہ "لائف سی سالہ" میں مذکور ہے:

> "بعد اس کے جناب مفتی عنایت احمد صاحب جو سفر بیت اللہ میں غریق رحمت ہوئے صرف اور نحو ر کا اکتساب شروع کیا پھر چند روز کے بعد جب مفتی صاحب کی وفات ہو گئی تو ان کے شاگرد رشید مولوی میر حسین شاہ بخاری مصنف خلعتہ الہنود سے درس لیتے رہے چنانچہ ایک سال کے عرصہ میں صرف و نحو سے بخوبی فارغ ہو گئے"[6]

اس کے بعد فقہ کی کتابیں پڑھنا شروع کیں اور بارہ سال کی عمر میں "شرح الوقایہ" تک پہنچ گئے چنانچہ مولانا کے والد شیخ مسیح الزماں کا بیان ہے:

> "ایام طفولیت سے حق تعالیٰ نے برخوردار ممدوح کو لہو ولعب سے بچا کر رغبت علوم عطا فرمائی بارہویں برس بعد تحصیل کتب صرف و نحو کے شرح وقایہ عربی پڑھنا شروع کیا"[7]

مدرسہ فیض عام کانپور میں ائمہ فن سے متوسطات کی تعلیم پائی اور پر علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل کے لئے نامور علما کے حلقہ درس میں شرکت کی، چنانچہ منطق مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے پڑھی فقہ کی تعلیم مولانا عبدالحۂ فرنگی محلّی سے پائی، طب کی تحصیل حکیم احمد علی خاں شاگرد حکیم مرزا محمد علی مرحوم سے کی، اور 1382ھ 1866ء میں جب کہ پندرہ سال کے تھے، حدیث اور تفسیر کا درس مولانا بشیر الدین قنوجی سے لیا اور حدیث کی سند میاں نذیر حسین دہلویؒ سے ملی، مولانا نے تمام علوم مروجہ کی تکمیل صرف سات سال یعنی پندرہ سولہ برس کی عمر ہی میں کر لی تھی جیسا کہ محمد ادریس نگرامی مولانا کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

> "جناب مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم مولوی میر حسین شاہ بخاری، مولانا لطف اللہ علیگڑھی مولوی بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی، مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم لکھنوی سے سات سال میں تحصیل علوم معارفہ فرمائی"[8]

جن ارباب کمال سے علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل کی ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) مفتی محمد عنایت احمد مصنف تاریخ حبیب الہ [9]

(۲) محمد سلامت اللہ کانپوری [10]

(۳) محمد عادل کانپوری [11]

(۵) محمد لطف اللہ علی گڑھی [12]

(۶) محمد بشیر الدین قنوجی [13]

(۷) مولانا نیازی بخاری [14]

(۸) مولانا عبدالحہ فرنگی محلّی [15]

(۹) عبدالعزیز محدث لکھنوی

(۱۰) عبدالحق نیوتنوی [16]

درس وتدریس:

مولانا وحیدالزمان نے حیدرآباد میں ملازمت اختیار کرنے کے بعد بھی علمی مشغلہ برقرار رکھا، دفتر کے اوقات کے علاوہ جو وقت بھی ملتا وہ کتب بینی اور مطالعہ کی نذر ہو جاتا تھا جو احباب کچھ پڑھنا چاہتے وہ انہی اوقات میں آکر پڑھتے تھے، ان میں سے بعض تو وہ تھے جنھوں نے تمام درسی کتابیں موصوف سے پڑھیں ان میں مہدی حسین کا نام سرفہرست آتا ہے۔

ملازمت سرکاری اور تصنیف وتالیف کی وجہ سے درس وتدریس کا یہ سلسلہ زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا جیسا کہ فرماتے ہیں:

"فقیر کو درس وتدریس کا شغل بوجہ ملازمت سرکاری اور تصنیف وتالیف کتب بہت کرتا رہا۔ مولوی مہدی حسین نے تمام کتب درسیہ کی تحصیل مجھ سے کی، چنانچہ "حاشیہ" (حاشیہ میر زاہد امور عامہ) کے خطبہ میں ان کا نام مذکور ہے" [17]

تلامذہ:

جن لوگوں نے موصوف سے متفرق طور پر کچھ کتابیں پڑھیں ان میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

(1) عبدالحفیظ حیدرآبادی

(2) میر افضل حسین

(3) مرزا محسن لکھنوی

(4) مولوی انوراللہ خان بہادر المخاطب بہ فضیلت جنگ بہادر

وفات:

آپ نے دوشنبہ 1298ھ کو تہتر سال کی عمر میں مکہ معظّمہ میں انتقال فرمایا اور جنت المعلی میں دفن ہوئے۔

علامہ وحید الزماں کی تصنیفی خدمات:

1. عقائد و فقہ سے متعلق تصنیفی خدمات:

علامہ وحید الزماںؒ نے کثیر کتب تصنیف کیں جن میں سے ایسی کتب جو بالواسطہ یا بلاواسطہ دستیاب ہو سکیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

"علامات الموت، نور الہدایہ، احسن الفوائد، اشراق الابصار، فتاویٰ بے نظیر، تشریح الحج والزیارہ، الحاشیۃ الوحیدیۃ، الانتہاء فی الاستواء، قواعد محمدی، عقیدہ اہل سنت، کشف المغطاء، الہدی المحمود، روض الربی، المعلم، تسہیل القاری، رفع العجاجہ، موضحۃ الفرقان، تیسیر الباری، تبویب القرآن، ہدیۃ المہدی، تذکرۃ الوحید، کنز الحقائق، اصلاح الہدایۃ، وحید اللغات (لغات الحدیث)، وظیفہ بنی باور اد وحیدی، تصحیح کنز العمال" [18]

مولانا وحید الزماں کے والدین شیخ مسیح الزماں چونکہ خود عالم تھے پھر مطبع قائم کر چکے تھے ہر قسم کی کتابوں سے واقف تھے مترجموں، اور پڑھے لکھے لوگوں کی عام کمزوریوں سے بھی آشنا تھے کہ وہ سب کچھ پڑھنے کے بعد بھی نہ بلا تکلف ترجمہ کر سکتے ہیں اور نہ ان کو تصنیف و تالیف کا ڈھنگ آتا ہے اس لئے آپ نے وحید الزماں کی تعلیم میں اس امر کا خاص خیال رکھا کہ یہ خامیاں نہیں رہنی چاہئیں چنانچہ طالب علمی کے زمانہ میں جب کہ آپ شرح الوقایہ پڑھتے تھے اور ابھی خورد سال ہی تھے کہ شیخ مسیح الزماں نے ان کو پابند کر دیا تھا کہ جتنا سبق پڑھو اس کا ہر روز اردو میں ترجمہ کر لیا کرو، چنانچہ آپ جتنا پڑھتے اتنا ترجمہ کر لیتے تھے اس طرح شرح الوقایہ کے پڑھنے کے زمانہ ہی میں پوری شرح الوقایہ کا ترجمہ ہو گیا اور اس سے آپ کو ترجمہ کرنے کا ڈھنگ آ گیا۔ نیز اس طرح کتابوں کو سمجھ کر پڑھنے کا موقعہ ملا استعداد بھی پختہ ہو گئی جو خامیاں دوران تعلیم میں عموماً رہ جاتی ہیں وہ بھی ایک ایک کرکے نکلتی گئیں اور ترجمہ کرنے کی عادت ہو گئی یہی وجہ تھی کہ کچھ عرصہ بعد ایسا ملکہ حاصل ہو گیا تھا کہ بڑی بڑی کتابوں کا ترجمہ بلا تکلف کر لیتے تھے اور کہیں لغت دیکھنے کی حاجت نہیں ہوتی تھی جیسا کہ فرماتے ہیں:

"مجھے طفولیت سے ترجمے کا شوق رہا اور بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے میں نے لکھے اور اب عربی کے ترجمہ کرنے میں کسی قسم کی دقت یا لغت بنی کی حاجت مجھ کو نہیں ہوتی" [19]

بلاشبہ عربی سے اردو زبان میں ترجمہ کا کام جتنا تنہا آپ نے کیا اتنا کسی اور نہیں کیا بلکہ شاید اور زبانوں میں بھی اتنی اہم کتابوں کا ترجمہ کسی ایک شخص نے نہیں کیا۔ اس کے علاوہ بعض کتابوں کی شرحیں لکھی ہیں اور بعض مستقل تالیفات چھوڑی ہیں، ہم جب آپ کے گوناگوں مشاغل کو دیکھتے اور پھر ان تالیفات اور تراجم پر نظر ڈالتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے اپنے دین کا کام آپ سے لیا اور صحاح ستہ کے ترجموں کا شرف آپ کو بخشا پھر قرآن وحدیث کی ایسی عظیم نشان لغت مرتب کرائی جو اردو زبان میں اپنی نظیر آپ ہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　　تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مولانا کا ترجمہ عموماً بامحاورہ، سادہ اور سلیس ہوتا ہے پھر مختصر تشریحی فوائد ہوتے ہیں جس سے قاری عبارت کو بخوبی سمجھ لیتا ہے۔ حدیث کے ترجموں میں مذاہب ائمہ اربعہ سے کم اعتنا کیا ہے اور اس کی وجہ کچھ تو اثری رنگ کا غلبہ (عدم تقلید) اور کچھ نواب صدیق حسن خان کا

مشورہ ہے جس کی وجہ سے مقلدین کو مطالعہ کے دوران میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اگر فوائد میں ان امور کی رعایت ہو جاتی تو ترجمہ کی افادیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ جیسا کہ مولانا خرم علی بلہوریؒ نے "مشارق الانوار" کے اردو ترجمہ "تحفۃ الاخیار" میں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی اس کتاب کو دونوں طبقوں میں قبولیت عام حاصل ہے۔ موصوف نے عقائد و فقہ سے متعلق جو ترجمے اور تالیفات یادگار چھوڑی ہیں ذیل میں ان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

علامات الموت:

یہ حکیم بقراط کے رسالہ قبریہ کا اردو ترجمہ ہے جو موصوف نے طالب علمی کے ابتدائی دور میں کیا تھا جب آپ صرف و نحو کی کتابیں پڑھتے تھے، یہ بعد میں چھپ کر شائع ہو گیا تھا مگر اب نہیں ملتا۔[20]

نور الہدایہ ترجمہ شرح الوقایہ:

یہ فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب شرح الوقایہ مؤلف عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ کا اردو ترجمہ اور اس کی چار ضخیم جلدوں میں نہایت جامع شرح ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ 1284ھ میں مولانا وحید الزماں کے والد مولانا مسیح الزماں نے اپنے خرچہ وصرفہ سے مطبع نظامی کانپور میں کلاں سائز چھپوا کر اہل علم میں مفت تقسیم کرائی تھی، اور اس کا حق اشاعت مولانا عبدالرحمٰن شاکر مطبع نظامی کو ہبہ کر دیا تھا ۔اس کتاب کا ترجمہ موصوف نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں کیا تھا بعد میں اہل علم کو دکھایا انھوں نے دیکھ کر اس امر کا اعتراف کیا کہ یہ ترجمہ بلاشبہ عوام کے لئے مفید ہے اگر اس میں ہر مسئلہ کے ساتھ اس کی دلیل بھی قرآن و حدیث سے بیان کر دی جائے تو اس کی افادیت بہت بڑھ جائے عوام و خواص دونوں کے لئے مفید ثابت ہو۔ یہ رائے چونکہ نہایت صائب تھی آپ نے درس نظامی کی تکمیل کے بعد حیدرآباد دکن میں اس کمی کو بھی پورا کر دیا جس نے اس کتاب کی افادیت میں چار چاند لگا دیئے بار بار چھپی اور بہت مقبول ہوئی۔اس کتاب کے ترجمہ کی کیفیت آپ کے والد مولوی مسیح الزماں نے نور الہدایہ کے آخر میں اس طرح لکھی ہے:

> "کتاب نور الہدایہ میں مضمون فیض مشحون آیہ شریفہ واما بنعمۃ ربک فحدث (اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر) شمہ احوال برخوردار نور ار ابصار وحید الزماں مؤلف کتاب بامید امر ادورعاء مرحمت کریمانہ کے عرض گزار ہے کہ ایام طفولیت سے حق تعالیٰ نے برخوردار ممدوح کو لہو و لعب سے بچا کر رغبت تحصیل علم عطا فرمائی۔ بارہویں برس بعد تحصیل کتب صرف و نحو کے شرح وقایہ پڑھنا شروع کیا اور براہ ذہانت طبع میں قدر بڑھا ترجمہ اس کا روزمرہ زبان اردو میں لکھ کر مرتب کیا بعض علمائے حق پرست نے اس کو دیکھ کر ہدایت وارشاد فرمایا کہ یہ ترجمہ مثل اور رسائل اردو کے عام فہم ہے نہ کہ مفید خواص البتہ اگر یہ مسئلہ اس کتاب کا مدلل باحادیث واسناد معتبرہ ہو سکتا تو ہر خاص و عام کو مطلوب بلکہ اکثر علمائے عصر اور فقہائے دہر کو بدل محبوب و مرغوب ہوتا"[21]

نور الہدایہ میں پہلے عربی متن کا بامحاورہ اور سلیس ترجمہ کیا ہے پھر قرآن اور حدیث سے مسئلہ کی دلیل لکھی ہے نیز زیر بحث مسئلہ میں جو

احادیث آئی ہیں ان کی تخریج بھی کی ہے۔کتاب کے شروع میں ایک نہایت مبسوط مقدمہ ہے جس میں وجہ تالیف ہے پھر کتاب کے علمی پایہ اور اس کے محاسن اور فوائد کا ذکر ہے پھر حدیث کی تعریف اور اس کی اقسام کو بیان ہے پھر مؤلفین صحاح ستہ کے حالات لکھے ہیں، بعد میں تقلید مروری کیوں ہے اس پر نہایت جامع بحث کی اور مخالفین تقلید کی جانب سے تقلید پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے ان کے جوابات دیتے ہیں پر مصطلحات فقہیہ کر لکھا ہے۔ مولانا نے شرح الوقایہ کی یہ شرح غیر مقلدین کی اس شورش کی وجہ سے کی تھی جو انھوں نے یہ کہہ کر برباد کر رکھی تھی کہ احناف کے تمام مسائل قیاس پر مبنی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں اس کتاب میں اہل حدیث کے انہی اعتراضات کے نہایت مدلل جوابات دیئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آغاز مقدمہ میں ان امور کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ مگر یہ کام کسی پر خاش کی بناپر نہیں کیا بلکہ لوجہ اللہ دین ہی کی خاطر کیا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:

> "مقصود اصلی اس کتاب سے فائدہ خلق اللہ ہے نہ کسی کار داور نہ کسی کا اظہار خطا منظور ہے تواب بندہ عاصی پر معاصی فقیر حقیر ننگ خاندان محتاج رحمت ایزد منان محمد وحی الزماں ولد مولوی مسیح الزماں لکھنوی فاروقی حنفی مؤلف اس کا ان صاحبوں کی خدمت میں جو اس کتاب کے مطالعے سے مسرور اور محظوظ ہوں عرضی رہا ہے کہ جس جگہ پر از راہ خطائے انسانی کے کس قسم کی لغزش دیکھیں تو پردۂ عفو سے چھپا دیں اور مجھ گنہگار اور میرے والدین اور تمام اعزہ اور اقارب اور عامہ سلمین کے واسطے دعائے خیر کریں"[22]

مولانا وحید الزماں کے اسی اخلاص کا ثمرہ تھا کہ یہ کتاب نور الہدایہ بڑی مقبول ہوئی پہلی مرتبہ مسیح الزمان نے مطبع نظامی کانپور سے چھپوائی تھی پھر دوسری مرتبہ حاجی عبدالرحمٰن خاں شاکر نے اپنے مطبع نظامی سے 1293ھ میں شائع کی مگر اس کے تمام نسخے فروخت ہوگئے 1304ھ میں موصوف نے مطبع مذکورہ سے تیسری بار شائع کی اور اس مرتبہ بھی ایسے نسخے جلد ہی بک گئے تو مطبع رزاقی کے مالک محمد سعید اور عبدالصمد نے اپنے جدامجد حاجی عبدالرحمٰن خان سے اجازت لے کر مطبع مذکور سے 1315ھ میں چوتھی بار مزید حواشی کے ساتھ شائع کی چنانچہ خاتمۃ الکتاب پر ناشر کا حسب ذیل بیان اسی امر کا شاہد ہے، لکھتے ہیں:

> "چوتھی مرتبہ یہ نسخہ نہایت عمدہ تیار ہوا اور اس کی تصحیح و درستی میں محنت و مشقت کے ساتھ ایک زمانہ گزرا اور اصل نسخہ عربی کی عبارت سے اس کے تمام مسائل اور دلائل ملائے اور جابجا عبارات گھٹانے بڑھانے اور جدید حواشی چڑھانے میں صرف زر کثیر ہوا اور نہایت خرچہ پڑا"[23]

پھر اس کے بعد 1361ھ میں مطبع مجیدی کانپور سے محمد شفیع ابن محمد سعید نے نہایت اہتمام سے شائع کی جیسا کہ خاتمہ الکتاب سے ظاہر ہے۔

> "باہتمام حاجی محمد شفیع خلف الرشید جناب حاجی محمد سعید صاحب مرحوم و مغفور بتصحیح تمام مطبع مجیدی واقع کانپور میں ماہ محرم الحرام 1361ھ بمطابق فروری 1942ء چھپ کر نذر شائقین ہوئی"[24]

احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد:

یہ رسالہ عربی زبان میں ہے اور بڑی تقطیع کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے 1284ھ میں مطبع علوی سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ اس رسالہ میں علم العقائد کی مشہور کتاب شرح العقائد النسفیہ کی حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ کتاب مذکور میں جو حدیثیں ل زیر بحث آئی ہیں وہ حدیث کی کن کن کتابوں میں ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔ موصوف نے یہ رسالہ تعلیم سے فراغت کے بعد 1282ھ میں کانپور

میں تالیف کیا تھا چنانچہ خاتمۃالکتاب میں لکھتے ہیں:

"نحمد الله العظيم ونصلى على رسوله الكريم على ما وفقنى لاتمام هذا الكتاب المسمى باحسن الفوائد في تخريج احاديث شرح العقائد الامام العلامہ سعد الملة والدين التفتازاني يوم الخميس وقت الظهر الرابع من شهردي القعدة ـومائتين و اثنين وثمانين من هجرة النبي ﷺ في بلدة كانفورصانها الله عن الفساد والشرورانا العبد العاصى المحتاج الى رحمةاسه المنان المدعو وحيد الزمان (رجوعمن ينظر في هذا الكتاب بعين الصواب ان يدعولى بدعاء المستجاب"[25]

اس رسالہ کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ تالیف رسالہ کے زمانے میں ملا علی قاری المتوفی 1014ھ کی کتاب فرائد القلائد وغر بالفوائد علی شرح العقائد موصوف کے پیش نظر رہی ہے اور آپ نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے جیسا کہ حدیث الیمنی پر لکھتے ہیں:

"اقول لم اجد هذا الحديث وتركه على القاري في تخريج لهذا الكتاب"[26]

"میں کہتا ہوں یہ حدیث مجھ کو نہیں ملی، ملا علی قاری نے اپنی کتاب فرائد انقلائدہ میں اس کی تخریج نہیں کی"

جن صدیوں کی تخریج ملا علی قاری سے رہ گئی تھی آپ نے اس قسم کی بیشتر احادیث کی نشاندہی کی اور بتایا کہ یہ حدیث حدیث کی فلاں فلاں کتاب میں ہے چنانچہ ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"قال روى ابن عمر ان الكبائر تسعته"[27]

"شارح عقائد النسفیہ نے بروایت حضرت ابن عمرؓ لکھا کہ کبیرہ گناہ نو ہیں"

"قال وزاد ابو هريرة اكل الربوااقول قد ترك تخريجہ على القاري في فرائد القلائن فلعله لم يره اوكان ساقطا في نسختها خرج الشيخان وغير هماعن ابى هريرة"[28]

"اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے اسی روایت میں سود کھانے کا اضافہ ہے، میں کہتا ہوں ملا علی قاری نے اپنی کتاب فرائد القلائد میں اس کی تخریج نہیں کی ہو سکتا ہے کہ بیان کی نظر کر گئی یا ان کے پیش نظر نسخہ میں اس حدیث کا تذکرہ نہ ہوا اس روایت کو بخاری اور مسلم وغیرہ نے حضرت ابوہرہ کی روایت سے نقل کیا ہے"

مولانا وحیدالزماں نے اس رسالہ میں احادیث کی تخریج ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اگر درمیان سند میں کوئی متکلم فیہ رجال آگئے ہیں تو ان پر کلام کیا ہے چنانچہ حدیث اگر مواصحاب فانھم خیار کم الحدث پر لکھتے ہیں:

"اقول رواه النسائي عن عمر بطوله واورد، صاحب المشكوة ولم يطلع على النرجہ واسناده مي ورجاله صح الا ابراهيم بن الحسن المجتنى فان لم يخرج له الشيخان وهوثقت ثبت ذكره المجزري وقال القارى ورد معاه في عدة احاديث وهو مفهوم الحديث السابق ولم بين تخرجه"[29]

"میں کہتا ہوں یہ پوری حدیث امام نسائی نے بروایت حضرت عمر سے نقل کی ہے، صاحب مشکوۃ نے بھی مشکوۃ میں اس کو درج کیا

مگر انھیں بھی معلوم نہیں کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے، اس کی سند صحیح ہے، اس کے راوی بھی ثقہ ہیں بس ایک ابراہیم بن الحسن خشعمی ہی ایسے شخص ہیں جن سے شیخین نے روایت نہیں کی مگر وہ بھی ثقہ اور معتبر ہیں جیساکہ علامہ جزری نے لکھا ہے ملا علی قاری نے کہا ہے کہ یہ مفہوم متعدد احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ حدیث ماسبق کا مفہوم بھی یہی ہے مگر انھیں کوئی روایت ان الفاظ کے ساتھ نہیں ملی چنانچہ اس کی تخریج بیان نہیں کی"

اس رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کے زمانے میں حدیث اور رجال کی مستند کتابیں موصوف کے پیش نظر رہی ہیں۔

اشراق الابصار فی تخریج احادیث نورالانوار:

یہ کتاب عربی زبان میں ہے اس میں موصوف نے اصول فقہ کی مشہور درسی کتاب نورالانوار (جو اورنگ زیب کے استاد احمد المعروف بہ ملاجیون (المتوفی 1130ھ) کی تالیف ہے) کی حدیثوں کی تخریج کی ہے. یہ بڑی تقطیع کے 32 صفحات پر مشتمل ہے 1288ھ میں مطبع مصطفائی لکھنو سے چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔

یہ کتاب مولانا وحیدالزماں نے 1286ھ میں، اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حیدرآباد دکن میں تالیف کی تھی۔ اس کتاب کی تالیف سے مقصد اہل حدیث کے اس مشہور اعتراض کی تردید کرنا تھا کہ جس طرح فقہی مسائل قیاس پر مبنی ہیں اسی طرح اصول فقہ کا دارومدار بھی محض قیاس پر ہے کیونکہ جن حدیثوں کی ان اصول کی بنیاد قائم ہے وہ ضعیف ہیں یا ان کا بیشتر حصہ موضوع اور بے اصل ہے۔ مولانا کا اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ تو ایک مدت سے تھا مگر کام کی اہمیت زبان قلم کو روکتی رہی آخر ہمت کرکے یہ رسالہ لکھا اور مخالفین کے اس اعتراض کا دندان شکن جواب دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ جن حدیثوں پر ان اصول کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ کس پایہ کی ہیں اور حدیث کی کن کن معتبر اور مستند کتابوں میں پائی جاتی ہیں جیساکہ آغاز کتاب میں لکھتے ہیں:

"الطاعنون على أصول الحنفية الحنيفيتالبيضاءلقصورنظرهم و فتور بصرهم وذبول درهم وذهول فهمهم زاعمون ان ليس لها اصل وشاهد ومؤيد وعاضد، وقد جعلوا الصحيحة منها فاسدة و المستقيمة منها كاسدة وقديما كان يختلي فى قلبى مع قلة عدلى و نقص شدتان اسبح في ذلك البحر الذي لا تعرله وانمحت ذلك الجبل الذي لاورله واسعى فى احرازه ما وجدت في كتب الحفاظ الماهرين وافرازما الفيت في اسفارالذاكرين لاجمل نحى بجايظهرالاصول وين النقول ترفع عن خرائدة النقاب وتزيل عن فائده الحجاب خاليا عن الحشو والزوائد عاريا ع المغلقا والمعاقد حاوي على المهات و الفوائد جامعا للمتعلقات و الفوائد"[30]

"جو لوگ حنفیہ کے نہایت درخشاں اصول اصول فقہ پر اپنی کوتاہ اندیشی کم مائیگی کج فہمی اور بے بصیرتی کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان اصول کی کوئی اصل ہے نہ کوئی اساس درنہ کوئی نظیر غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور انھوں نے ایک صحیح چیز کر غلط اور ایک سچی بات کو جھوٹ سمجھا ہے۔ ایک زمانہ سے میرے دل میں یہ اعتراض کھٹکتا تھا میں نے اپنی کم مائیگی اور تہی دامنی کے باوجود ایک ایسے سمندر میں تیرنے کا ارادہ کیا جس کی اتھاہ نہیں اور ایک ایسے پہاڑ کو تراشنے کا عزم کیا جس کی بلندی اور رفعت کا کچھ ٹھکانہ نہیں، چنانچہ میں نے ان باتوں کو جمع کرنا شروع کیا جو میں نے اس فن کے ماہرین کی کتابوں میں پائیں اور اس فن کے حفاظ کی کتابوں میں نظر سے گزریں تاکہ میں اس کتاب کی احادیث کی تخریجات کو یکجا کروں جس سے اس کی اساس کی حقیقت روشن ہو جائے اس سے متعلق اور تمام حدیثیں منظر عام پر آجائیں، ان کے چہروں سے نقاب اٹھ جائے (یعنی ان کا پتہ مل جائے کہ وہ کہاں کہاں ہیں اور کن کی کتابوں

میں ان کے موتیوں سے پردہ اٹھ جائے یعنی ان کی سند بھی معلوم ہو جائے تخریجات حشو وزوائد سے پاک ہوں، الجھنوں اور پیچیدگیوں سے مبرا ہوں، اہم فوائد اور مہات امور کی جامع ہوں، نیز تمام متعلقات اور نفاس پر حاوی ہوں"

کتاب مذکور کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کے وقت حسب ذیل کتابیں موصوف کے پیش نظر تھیں:

(1) شرح مختصر المنار مولفہ ملا علی قاری التوفی 1014ھ

(2) شرح المنار از ابن الملک التوفی 885ھ

(3) المقاصد الحسنہ از علامہ سخاوی شمس الدین محمد التوفی 902ھ

(4) تعلیقات ازالۃ الخطا از مولانا عبدالحہ فرنگی محلّی

اس کتاب کی تالیف کے وقت تک موصوف پر حنفیت کا رنگ بہت شوخ تھا۔

فتاوی بینظیر در نفی آنحضرت بشیر ونذیر:

یہ مشاہیر اہل علم کے فتوؤں کا ایک مجموعہ ہے اور متوسط تقطیع کے 106 صفحات پر مشتمل ہے. محمد یعقوب منصرم مطبع نظامی کے زیر اہتمام 1290ھ میں مطبع اسدی سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔

یہ فتوے ان لوگوں کی تردید میں لکھے گئے ہیں جنھوں نے حضرت ابن عباسؓ کے اس اثر

"ان اللہ خلق سبع أرضين في كل أرض ادم كا دمكم ونوح كنوحكم وابراهيم أبراهيمكم و عيسى كيسكم ونبى كنبيكم"[31]

سے یہ سمجھا ہے کہ آنحضرت صلی الہ علیہ وسلم کے بھی چھ مثیل نظیر ہیں، اس رسالہ میں مفتی سعداللہ رامپوری کے فتوے کے بعد اردو میں مولانا وحیدالزماں کا فتوی ہے جو کم و بیش 13 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کا فتوی فارسی میں ہے اور اسی پر رسالہ ختم ہو گیا ہے۔ یہ فتویٰ اختصار کے باوجود نہایت دل اور پر جامع ہے۔

تشریح الحج والزیارہ:

یہ رسالہ اردو زبان میں ہے اور حج کے ضروری مسائل اور روضہ اقدس ترین کی زیارت کے فضائل پر مشتمل ہے متوسط تقطیع کے 52 صفحات پر پھیلا ہوا ہے 1292ھ مطابق 1876ء میں قاضی محمد ابراہیم کے زیر اہتمام بمبئی سے چھپا اور مفت تقسیم ہوا۔

۱۲۹۲ء میں جب کہ مولانا وحیدالزماں سر رشتہ دار اضلاع سرکار عالی تھے یہ رسالہ اپنے والد ماجد مولانا مسیح الزماں کی فرمائش پر اردو میں لکھا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مولانا وحیدالزماں کے چھوٹے بھائی مولوی فریدالزمان اور سعیدالزیاں نج کی بہار ہے تھے۔ شیخ مسیح الزماں نے آپ سے کہا کہ ایک ایسا رسالہ جو ضروری مسائل پر جاری ہوا اور اس میں تمام مسائل نقشہ کی صورت میں درج ہوں تا کہ بیک نظر تمام

مسائل کو دیکھ لیا جائے موصوف نے حسب ارشاد مکمل کر کے پیش کیا شیخ مسیح الزیاں نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ زیادہ طویل ہو گیا مختصر ہونا چاہئے ۔آپ نے اس کو مختص کیا جیسا کہ آغاز رسالہ میں فرماتے ہیں :

"محمد وحیدالزماں عرض کرتا ہے کہ سن حال یعنی 1292ھ میں جب برادران عزیز محمد فریدالزیاں اور سعید ازماں واسطے حج اور زیارت کے مصمم ہوا تو جناب والدی مولوی محمد مسیح الزماں صاحب مدظلہ نے عاصی سے ارشاد کیا کہ ایک نقشہ مختصر میں ترکیب بجاآوری قیران وتمتع وافراد یعنی اقسام ثلثہ حج اور فرائض وواجبات وسنن رنج اور جنایات اس طرح مذکور ہوں کہ ہر شخص اس کے موافق عمل اور بآسانی اس کے مضامین پر مطلع ہو سکے، بجاوے تو عامئہ مسلمین علی الخصوص برادران مذکورین کو نہایت مفید ہوگا اور تا قیام قیامت موجب حصول اجرادر تضاعف حسنات رہے گا چونکہ تعمیل ارشاد واجب اور ضروری تھی اور زمانہ حال میں کوئی نقشہ مفیداس قسم کا نظر سے نہیں گزرا تھا، اس لئے فقیر نے مضان المبارک سنہ مذکور سے شروع کیا اس نقشہ کا اس طور سے کہ روزانہ ایک ساعت تک لکھتا تھا جب ساتویں تاریخ ماہ مذکور کے بخیر اتمام کو پہنچا تو بوجہ طوالت نقشہ کے یہ خیال ہوا کہ نشر میں ضائع اور تلف نہ ہو جائے اس لئے دوبارہ ارشاد ہوا کہ یہ رسالہ مختصر کر دیا جائے تاکہ ناظرین بسہولت اس کو دیکھ سکیں اور حفاظت اس کی اچھی طرح ہو سکے لہٰذا ایک مقدمہ مفید نقشہ مذکورہ پر ضم کر کے ایک رسالہ مختصر مرتب کر دیا اور نام اس کا "تشریح الحج والزیارہ" رکھا گیا، جو صاحب اس سے متمتع ہوویں وہ دعائے خیر سے محروم نہ فرمادیں اور جو کچھ غلطی پائیں تو سہو ونسیان مولف یا تحریف طبع پر محمول کر کے بشرط استعداد اصلاح فرمادیں ورنہ عفو کریں"[32]

خاتمہ پر یہ عبارت ہے :

"تشریح الحج والزیارہ از وحیدالزماں سررشتہ داراضلاع سرکار عالی ملک حیدرآباد دکن حسب درخواست وفرمائش مخدومی مولوی محمد مسیح الزماں صاحب مہتمم دارالطبع سرکار عالی براہ فوائد مسلماناں بتاریخ 9 ذیقعدہ 1292ھ مطابق 1876ء در شہر بمبئی باہتمام قاضی محمد ابراہیم طبع گردید"[33]

الحاشیۃ الوحید علی الحاشیہ الزاہدیۃ:

یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور میر زاہد امور عام پر موصوف کی تعلیقات میں جو بڑی تقطیع کے 160 صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ تعلیقات اور حواشی شرح المواقف کے ساتھ 1293ھ 1879ء مطبع علوی لکھنو سے چھپ کر شائع ہو گئے ہیں۔ مولانا وحیدالزماں نے جب محمد مہدی حسین کو میر زاہد پڑھایا تو ان کے اصرار سے مجبور ہو کر اس پر حواشی لکھے جن کا نام "الحاشیۃ الوحیدیہ" رکھا اور نواب رامپور کے نام معنون کیا جیسا کہ ابتدای کتاب میں لکھتے ہیں:

"اما بعد فيقول السيد الحاجز الفتقر الى رحمة المنان شد وحيد الزمان... لما اشتغل عندى المتوقد الزكي والفطن اليلمعي البرى عن العيب الشين المولوى محمد ممدوحسين.... لقرأة شرح المواقف حاشية السيد الزامد عليها التمس مني ان اولف على الماشية الزاهدي تعليق مستقلا يوضع مطالبه يظهر ماري..... وكنت اصيف عن ذلك الام العظيم والخطب الجسيم لاني كنت مبتلى في لواحق الزمان ..... مع انمائى تدريس الطلبة واشتغال في امور المحكمة حتى لا اجد ساعة خالية ولا اناخاويت الا انه لم يترك لى عذراواستدعى منى مرة بعد خرى

نتأملت في استراج وقمن الاوقات لتأليف تلك التعليقات... على حسب ما كان ليستحضرا في الحال لخدمت بعلحضرة رافع اعلام العدل ... النواب كلب على خان بهادران رامبور.... فأن وقع في حيز القبول فهوغاية المأمول ونهاية المسئول "[34]

"اما بعد بندہ عاجز رحمۃ المنان کا طالب محمد وحیدالزماں عرض کرتا ہے کہ جب میرے پاس مولوی محمد مہدی حسین نے جو نہایت تیزادر ذہین طالب علم ہی شرح المواقف پر حاشیہ شروع کیااور یہ درخواست کی کہ میں میر زاہدکے حاشیہ مستقل تعلیقات لکھوں جواس کے مغلق مقامات کو کھولدے اوراس کے مطالب کر واضح کردے میں اس اہم اور عظیم الشان کام سے کتراتا رہااس لئے کہ زمانہ کے ہاتھوں بعض مشاغل میں الجھا ہوا تھا۔ طلبہ کے پڑھانے میں مصروف اور محکمہ کے کاموں میں ایسا مشغول تھا کہ نہ کبھی فرصت ملتی اور نہ کبھی فارغ ہوتا تھا میں نہ عذر قبول نہ کیا اور مجھ سے پیہم اصرار کرتے رہے آخر مجھے سوچ کر اپنی مصروف او قات میں سے اس کی تعلیقات لکھنے کے لئے وقت فارغ کرناپڑااور جو کچھ مختصر تھا لکھدیا میں ان تعلیقات اور حواشی کو عدل وانصاف کے علم بردار نواب کلب علی خاں بہادروالی رامپور کے نام معنون کرتا ہوں گر قبول افتد زہے عزوشرف"

اس کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا کو فن معقولات میں بھی ید طولی حاصل تھا۔ لکھتے ہیں:

"مجھ سے مولانا ابوسعید شرف الدین ابطال اللہ بقاء ہم فرماتے تھے کہ ہم نے " الحاشیہ الوحید یہ " اپنے استاد مولانا بشیر حسن سہسوانی سے سبقاً سبقاً پڑھا تھاوہ فرماتے تھے کہ یہ حاشیہ خوب لکھاہے "[35]

الانتهافي الاستواء:

یہ عربی زبان میں استواء علی العرش کی بحث میں ایک نہایت جامع اور مبسوط کتاب ہےاور چھپ گئ ہےاور ۱۲۹۳ھ میں مدراس اور بمبئی کے اطراف میں مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ہو گیا تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی فریدالزماں نے نہایت اصرار سے اس موضوع پر آپ سے ایک ضخیم کتاب لکھوائی اسی کا نام الانہار فی الاستواء ہے۔ یہ کتاب مولف نے زرذاتی سے طبع کرا کر تقسیم کرائی تھی۔ ایک مدت کے بعد مدراس کے کسی عالم نے اس کار دلکھا جس کا جواب مولانا وحیدالزماں کے استاد شیخ ابراہیم شرقی نے دیا جو مصر سے چھپ کر شائع ہوامگراب نہیں ملتا۔[36]

عقیدہ اہل سنت:

یہ اردو میں استواعلی العرش کی بحث پر ایک مختصر رسالہ ہے جو ۲۴ صفحات پر مشتمل ہےاور 1300ھ میں محمد شریف کے زیراہتمام مطبع بحر الاسلام بنگلور سے شائع ہوا۔ مولاناحب بنگلور تشریف لے گئےاوراحباب کی فرمائش سے استواعلی العرش پر تقریر کی تو بعض احباب نے اصرار کیاکہ ان کو قلمبند فرمائیں آپ نے ایک ہی مجلس میں دو گھنٹے کے اندر مذکورہ بالارسالہ قلم بند کر دیااور پھراحباب نے شائع کر دیا یہ جیسا کہ ناشر کے بیان سے ظاہر ہے۔

"جب مولانا بنگلور تشریف فرما ہوئے اور ملاقات سے جمیع مستفیضوں کو مشرف فرمایا اور مضمون کو اپنے وعظ میں بخوبی بیان فرمایا تو بعض خواہان سنت نے آپ سے درخواست کی کہ اس مضمون کو صاف صاف اردو میں تحریر فرمائیں تو مولانا ممدوح نے دو گھنٹوں کے عرصہ میں اس تمام مضمون کو لکھ دیا۔ ناظرین سے امید ہے کہ بچشم انصاف ملاحظہ فرمائیں "[37]

موصوف نے رسالہ مذکور ہیں اپنے مسلک اہل حدیث کو پیش کیا ہے اور اسی کے دلائل کو بیان کیا ہے۔ متاخرین متکلمین کے مسلک تاویل پر نکتہ چینی کی ہے، زبان سادہ اور عام فہم ہے، رسانہ معلومات آخری در حقیقت یہ رسالہ الانتہاء فی الاستوار کا خلاصہ ہے۔

موضحۃالفرقان مع تفسیر وحیدی:

یہ قرآن مجید کا اردو ترجمہ اور اس کی تفسیر ہے پہلی مرتبہ بڑی تقطیع پر 1323ھ میں مطبعۃ القرآن والسنہ امرتسر سے شائع ہوئی ہے۔ ہندوستان میں اس دور میں متعدد ترجمے اور تفسیریں شائع ہوئیں جن میں ترجمہ اور تفسیر دونوں حالات کے مطابق کی گئی تھیں جیسے سرسید کی تفسیر اور میرزا کا ترجمہ۔ بعض ترجمے اور تفسیریں ہر اعتبار سے بہتر اور عمدہ ہوئے مگر ان میں صفات باری تعالیٰ کو متاخرین متکلمین کے مسلک کے مطابق بیان کیا گیا تھا اور اس سے مولانا کو اختلاف تھا۔ اس لئے مولانا نے قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر دونوں میں سلفی عقائد کی ترجمانی کی اور جابجا ان تاویلات پر سختی سے نکتہ چینی کی مولانا نے قرآن کی یہ تفسیر تمامتر احادیث اور آثار صحابہ کی روشنی میں لکھی ہے۔
ابتدا میں مضامین قرآن کی اردو میں ایک فہرست ہے جو 8 صفحوں پر مشتمل ہے۔ فہرست میں پہلے عنوان لکھا گیا ہے پھر اس کے متعلق مضمون کے مطابق قرآن پاک کی سورت، رکوع اور آیت کا نمبر دیا گیا ہے اس طرح قرآن مجید کی ایک سو چودہ سورتوں کی نمبر وار فہرست ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں مضمون کن کن سورتوں اور کن کن آیتوں میں آیا ہے۔ اس ترجمہ کا تاریخی نام "موضحۃالفرقان" ہے۔ ابتدا میں دیباچہ ہے جس میں ضروری امور کی وضاحت ہے۔ اس قرآن مجید میں اور نسخوں کی طرح ہر آیت کا ترجمہ بین السطور میں ہے اور حواشی پر فوائد چڑھے ہوتے ہیں جو "تفسیر وحیدی" کے نام سے مشہور ہیں۔ مولانا نے قرآن مجید کا ترجمہ 1320ھ میں شروع کیا اور سال بھر میں پورا کر دیا تھا چنانچہ خاتمہ پر لکھتے ہیں:

"تمام ہوئی تفسیر پانچویں تاریخ جمادی الاولیٰ 1321ھ کو جمعہ کے دن بعد نماز کے اور شروع ہوئی تھی غرہ ربیع الثانی 1320ھ کو تو کل مدت اتمام کی ایک سال ایک ماہ پانچ روز ہوتے ہیں یااللہ تو اس بندہ ناچیز کی کوشش و محنت محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرمالے"[38]

قرآن مجید کا یہ ترجمہ بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعدد اردو ترجم مولانا کے پیش نظر تھے اسی لئے ترجے کی زبان میں کہیں قدامت کا رنگ نہیں پایا جاتا ہے فوائد میں جابجا مسلک اہل حدیث کی پرزور تائید کی ہے آخر میں لغات القرآن کے عنوان سے مشکل الفاظ کی فرہنگ ہے اور اسی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کے آداب اور فضائل پر بھی ایک رسالہ ملحق ہے جس کا نام "بشارۃ الاخوان بفضائل القرآن" ہے۔ آخر میں مترجم کی اختتام ترجمہ کی تاریخ ہے۔

جب کہ کامل ہوئی تفسیر بہ فضل رحمٰن — اچھی تاریخ کا پیدا ہوا دل میں ارمان
ہاتف غیب سے اک دم یہ صدا آئی — کیوں نہیں کہتا ہے "موضحۃالفرقان"[39]

مولوی عبدالغفور اور عبدالاول امرتسری کی طلب پر مولانا وحیدالزماں نے تفسیر وحیدی کا حق اشاعت بلا معاوضہ ان کو دیدیا تھا مگر جب انھوں نے مطبعہ القرآن والسنہ کو ختم کردیا تو حق اشاعت مالک مطبع احمدی لاہور کو بارہ سو روپے میں فروخت کردیا تھا جیسا کہ دوسرے ایڈیشن کی عبارت سے جو 1933ء میں گیلانی پریس لاہور سے طبع ہو کر شائع ہوا ظاہر ہوتا ہے۔

"اس قرآن مجید کے ترجمہ اور حاشیہ کا حق تصنیف مولوی وحیدالزماں صاحب نے بلا کسی معاوضہ کے عبدالغفور وعبدا ول امرتسری کو دیا چونکہ عبدالاول نے مطبع کو بند کرکے مدرسہ میں ملازمت اختیار کرلی تھی اور اس کا حق تصنیف فروخت کردیا بندہ نے اس کا حق تصنیف بارہ سو روپے ادا کرکے ہمیشہ کے لئے خرید لیا ہے"[40]

تبویب القرآن لضبط مضامین الفرقان مع حواشی تفسیر وحیدی:

یہ قرآن مجید کے مضامین کی اردو زبان میں ایک نہایت تفصیلی فہرست ہے متوسط تقطیع کے 704 صفحات پر مشتمل ہے اور مطبع احمدی لاہور سے چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔ انگریزی کے چلن نے مسلمان بچوں کو اسلامی تعلیمات سے بیگانہ اور ان کے عقائد کو خراب کردیا تھا۔ مسلمان بھی بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اسکولوں کی تعلیم کو نظرانداز نہیں کرسکتے تھے اس لئے مولانا کو خیال ہوا کہ ان کے عقائد درست کرنے اور انہیں اسلامی تعلیمات سے باخبر رکھنے کے لئے قرآن مجید کی تعلیمات کو مرتب شکل میں پیش کرنا ضروری ہے تاکہ ہر ایک اس سے مستفیض ہو سکے۔ مولانا نے قرآن مجید کے تمام مضامین کو ایک سو ایک باب میں منتخب کرکے ہر باب کا ایک عنوان قائم کیا اور ہر عنوان کے تحت جتنی آیتیں اپنے اپنے موقعہ پر متفرق طور سے آئی ہیں ان سب کو مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے یکجا کردیا، اثبات توحید، صفات باری تعالی اور دیگر بیانیات کے ابواب کو پہلے ذکر کیا ہے۔ پھر اخلاق کو پھر احکام اور قصص وغیرہ کو بیان کیا ہے، ترتیب ابواب میں مناسبت کا ہر جگہ خیال رکھا ہے اور اپنے بڑے بھائی مولانا بدیع الزماں کی کتاب سبیکۃ الذہب الابریز فی فہرس مقاصد الکتاب العزیز سے جو اسی موضوع سے تعلق رکھتی ہے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے، ترتیب ابواب اور وجہ تالیف کو آغاز کتاب میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

"فقیر نے اس وقت بخیالی فائدہ رسانی اہل اسلام وصیانت وحفاظت اہل ایمان بالہام ربانی بہ قصد مصمم کیا کہ قرآن پاک کی ترتیب بطور ابواب کر دی جائے اس طرح سے کہ پہلے اثبات باری تعالی اور توحید اور صفات کی آیتیں تمام ذکر کی جائیں پھر عقائد کی پر نبوت کی پھر احکام فقہی کی پھر قصص وامثال کی پھر اخلاق کی پھر دوسرے متفرق ابواب کی، اس طرح پر قرآن پاک کے مرتب ہو جانے سے یہ فائدہ ہے کہ کم سن بچے اگر شروع کے دو تین باب ہی سمجھ کر پڑھ لیں گے تو ان کے عقائد درست اور مستحکم ہو جائیں اور مخالفین کے مغویانہ خیالات سے وہ محفوظ اور مصئون رہیں گے بحول الله وقدرتہ وھو علی کل شئ قدیر"[41]

ہر آیت کو ترتیب سے لکھا ہے، پہلے عنوان قائم کیا ہے پھر اس کے نیچے آیت، پارہ، رکوع اور سورت کا نمبر دیا ہے پھر آیت کا صاف اور سلیس اردو میں ترجمہ لکھا ہے، دوسری اشاعت میں ضروری حواشی او مفید فوائد کا بھی اضافہ کیا ہے پہلی بار یہ کتاب بلا حواشی طبع ہوئی تھی جو

تھوڑے ہی عرصہ میں فروخت ہو گئی دوبارہ شیخ احمد مالک مطبع احمدی نے حواشی کے ساتھ چھاپ کر شائع کی جیسا کہ خاتم الکتاب پر ناشر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے:

"پہلے یہ کتاب بلا حواشی طبع ہوئی تھی جو تھوڑے دنوں میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی اور اب دوبارہ شائقین کے اصرار سے یہ کتاب ایک نئی طرز پر طبع ہوئی ہے جو بہ نسبت سابق اب انشاء اللہ تعالی زیادہ مفید ثابت ہو گی"[42]

ہدیۃ المہدی من الفقہ المحمدی:

یہ عربی زبان میں ہے اور دو جلدوں میں 1324ھ میں چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔ چونکہ اہل حدیث نے شرک وبدعت کا دائرہ نہایت وسیع کر دیا تھا اور بہت سی ایسی باتوں کو جو بیعت نہیں کہی جا سکتی ہیں بدعت سے تعبیر کیا تھا اسی طرح بہت سی ان باتوں کو جو شرک کی تعریف میں نہیں آتی ہیں شرک قرار دیا اور اور بہت سے امور میں اعتدال کو چھوڑ دیا تھا مؤلف نے اپنے امور کی وضاحت اور ان کو اس غلو اور تشدد سے باز رکھنے کے لئے یہ کتاب دو حصوں میں تالیف کی، پہلے حصہ میں شرک کی تعریف کی۔ اس کی حقیقت اور اس کے شعبوں کو نہایت تفصیل سے بتایا ہے اور دوسرے حصہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کا استنباط کیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں:

"ہمارے بعض برادران اہل حدیث نے شرک وبدعت میں اتنا غلو اور تشدد کیا ہے کہ بہت سے امور کو جن کے جواز اور عدم جواز میں علماء کا اختلاف ہے، شرک قرار دینے لگے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جیسے ہم کو شرک سے احتراز ضرور ہے اسی طرح جو امر شرک نہیں اس کو شرک قرار دینے سے بھی اجتناب لازم ہے کیونکہ تکفیر میں نہایت ہی خوفناک اور باعث تباہی وبربادی آخرت ہی جیسے حدیث صحیح میں وارد ہے، من قال لاخیہ کافر فقد باء بأحد ھما، دوسرے اصول حدیث وقرآن شریف میں جن امورات کا حاصل کرنا ضرور ہے ان کے حاصل کئے بغیر مسائل کا استنباط اپنی رائے سے شروع کر دیتے ہیں یہ امر بھی اندیشہ ناک اور باعث مغالطات ہوتا ہے اس لئے حسبۃ اللہ بغرض صیانت برادران اہل حدیث میں نے ایک کتاب عربی زبان میں لکھی تھی اس کا نام پر یہ المہدی رکھا تھا اور اس کے دو حصے کئے تھے پہلے حصہ میں عقائد صحیحہ مطابق ائمہ اہل حدیث کے بیان کر دیئے تھے اور شرک کی اصلی ماہیت اور حقیقت کھول دی تھی اور دوسرے حصہ میں اصول قرآن وحدیث اس کی تلخیص کے ساتھ بیان کر دیتے تھے کہ ہر ایک شخص بکمال آسانی ان کو منضبط کر سکتا ہے اور اس کے بعد وہ اس لائق ہو جاتا ہے کہ قرآن اور حدیث سے مسائل ضروری مستنبط کر سکے اور اس کا استنباط قابل اعتماد ہو، الحمد اللہ کہ یہ کتاب بھی یعنی اس کے دونوں حصے ۱۳۲۳ ہجری میں تمام ہو گئے تھے"[43]

مولانا کی تالیفات میں بس یہی ایک کتاب ایسی ہے کہ جب چھپ کر منظر عام پر آئی تو طبقہ اہل حدیث ہی میں وہ شورش ہوئی کہ تمام لوگ آپ کے سخت مخالف ہو گئے کیونکہ اس کتاب میں ان لوگوں کی رائے میں بھی بعض ایسی باتیں لکھ دی تھیں جن کا لکھنا روانہ تھا، خود فرماتے ہیں:

"اس کتاب پر ہمارے زمانے کے مسلمانوں کو بڑا غصہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب کل مسائل میں کسی فریق کے موافق نہیں ہے بلکہ خذ ماصفا ودع ما کدر پر عمل کیا ہے نہ اہل حدیث ہمارے زمانے کے اس کو پسند کرتے ہیں۔ نہ مقلدین نہ امامیہ نہ کے سنی جو در حقیقت ناصبی ہیں میرا بھروسہ اللہ جل جلالہ پر ہے اعتذل تلک الفرق کلھا پیش نظر ہے جب امام مہدی ظاہر ہوں اس وقت اس کتاب کی صحیح حالت معلوم ہو جائے گی"[44]

کنزالحقائق فی فقہ خیر الخلائق:

یہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے عربی زبان میں فقہ کی کتاب ہے جو غالباً 1330ء میں چھپ کر شائع ہوئی۔اس کتاب میں مسلک اہل حدیث کے مطابق ضروری مسائل کو احادیث سے مستنبط کرکے مرتب کیا ہے تفصیلی عنوان کا چنداں اہتمام نہیں ہے۔اس کا انداز نگارش عام ہندوستانی علماء سے کچھ بلند ہے اور صرف ونحو کی غلطی سے پاک ہے لیکن انشاء کا صحیح مذاق نہ ہونے کے باعث وہ غلطیاں موجود ہیں جو ایک عجمی سے عموماً ہوتی ہیں جس کی وجہ الفاظ کے استعمال سے ناواقفیت ہے، یہی وجہ ہے کہ مزاروں پر چراغ جلانے کے لئے تشریح السرج علی القبور جیسے ثقیل اور نامانوس فقرے استعمال کئے گئے ہیں یہ صرفی نحوی اور لغوی اعتبار سے اگرچہ صحیح ہیں لیکن اہل عرب کے محاورہ کے مطابق ہر گز نہیں۔اہل عرب کے ایسے موقعوں پر ایقاوالسرج للقبور بولتے اور یہی لکھتے ہیں یہی ان کا روزمرہ ہےتسریج السرج علی القبور جیسی عبارت کو سمجھنے میں بھی اہل زبان کو تکلیف ہوتی ہے اور اس قسم کی عبارت سے کتاب کی افادیت محدود ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب سید رشید رضا نے المنار میں اس کے جستہ جستہ کچھ اقتباسات نقل کئے تو عنوان اپنا قائم کیا ہے اور مطلب کی وضاحت اور عبارت کے مفہوم کی ترویج کے لئے کیا بتا دیتے ہیں ہم بھی اس اقتباس کو یہاں نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین کو اس امر کا اندازہ ہوسکے ہوگا۔[45]

من علامات أهل الحديث (اہل حدیث کی نشانی):

اہل حدیث کی نشانیوں میں سے یہ ہیں مقیم اور تندرست ہونے کی حالت میں بھی دینی یا دنیوی ضرورت کی وجہ سے دو وقت کی نمازوں کو ایک وقت میں ساتھ ساتھ ادا کرنا، چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا اور موزوں پر جو خود بخود پاؤں میں نہ ٹھہر سکیں، عمامہ پر مسح کرنا، تین مواقع پر رفع یدین کرنا، رکوع میں جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تشہد اول سے کھڑے ہوتے وقت، نماز میں دونوں ہاتھوں کو یہ سینہ پر باندھنا ہر نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا، رکوع اور سجود میں اعتدال کرنا، عجلت نہ کرنا، نماز کو سنت کے موافق ادا کرنا اور قرآن کی سورتوں کو بھی سنت کے مطابق پڑھنا۔مولانا نے کنزالحقائق کی ترتیب کے زمانے میں حضرت عبدالدین مسعودؓ کی زیارت کی تو اس کو کنزالحقائق کی قبولیت کی نشانی سمجھا لکھتے ہیں:

> "۲۹ شوال شب یک شنبہ کو سنہ یاد نہیں ہے میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو خواب میں دیکھا شاید کنزالحقائق کے قبول کی نشانی ہے کیونکہ کہتے ہیںالفقہ زرع ابن مسعود"[46]

ایک موقعہ پر فرماتے ہیں:

> "جب میں نے کتاب کنزالحقائق فقہ حدیث میں تمام کی اور اس کو طبع کرایا تو میں نے خواب میں عبداللہ ابن مسعودؓ کو دیکھا آپ علم فقہ کے گویا بانی تھے جنفیہ کہتے ہیں الفقہ زرع ابن مسعود اللہ تعالی سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو ایک زمانہ میں کنزالدقائق کی طرح مقبول اور مطبوع او داخل درس کردے گا۔ وماذلک علی اللہ بعزیز"[47]

الہدیۃ الملقب بہ اصلاح الہدایہ و تصحیح الروایۃ:

یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور غالباً پندرہ جلدوں میں لکھی گئی ہے اس کی صرف چھٹی جلد نظر سے گزری ہے جو کتاب الزکوۃ اور کتاب الحج کے مباحث پر مشتمل ہے، یہ کتاب 1332ھ میں مطبع شوکت الاسلام بنگلور سے شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب میں مولانا وحید الزماں نے محدثانہ نقطہ نگاہ سے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کی اصلاح اور تصحیح کی کوشش کی ہے، اصلاح اور تصحیح کی نوعیت صرف روایتی ہے اولاً متن ہدایہ میں ان قیود کا اضافہ کیا ہے جن سے موصوف کے خیال میں اہل حدیث کے مسلک کی ترجمانی ہوتی ہے۔ ثانیاً ہر قید کو حدیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ مولانا کی یہ سعی نہایت مستحسن اور جذبہ قابل قدر ہے، اس سے مولانا کے حدیث سے شغف اور وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کی ترتیب میں نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ (مولف جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعی المتوفی 762ھ) التلخیص الکبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر (مولفہ ابن حجر العسقلانی المتوفی 853ھ اور نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار از محمد بن علی الشوکانی المتوفی 1250ھ) سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔[48]

وظیفہ نبی باور اد وحیدی:

امیر سالہ متوسط تقطیع کے ہر صفحات پر مشتمل ہے 1928ء میں حیدر آباد دکن سے تذکرۃ الوحید کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ یہ رسالہ ہماری نظر سے نہیں گزرا مگر معارف (۱۹۲۵: جلد ۲ شمارہ ۵) میں اس پر تبصرہ ہوا۔ جو ہدیہ ناظرین ہے:

> "یہ رسالہ متقدمین و متاخرین کے تمام احزاب اور وظائف کو سامنے رکھ کر ان میں ضروری اصلاح و ترمیم اور ضروریات زمانہ اور وقت کو پیش نظر رکھ کر مرتب ہوا ہے جو کل سات احزاب یا وظائف پر مشتمل ہے، جو ہفتہ کے ہر ایک دن کے لئے جدا جدا ہیں"[49]

علامہ وحید الزماں کی حدیث سے متعلق تصنیفی خدمات:

احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد:

یہ رسالہ عربی زبان میں ہے اور بڑی تقطیع کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے 1284ھ میں مطبع علوی سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ اس رسالہ میں علم العقائد کی مشہور کتاب شرح العقائد النسفیہ کی حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ کتاب مذکور میں جو حدیثیں زیر بحث آئی ہیں وہ حدیث کی کن کن کتابوں میں ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔

موصوف نے یہ رسالہ تعلیم سے فراغت کے بعد 1282ھ میں کانپور میں تالیف کیا تھا چنانچہ خاتمۃ الکتاب میں لکھتے ہیں:

> "نحمد الله العظيم ونصلى على رسوله الكريم على ما وفقنى لاتمام هذا الكتاب المسمى باحسن الفوائد في تخريج احاديث شرح العقائد الامام العلامه سعد الملة والدين التفتازاني يوم الخميس وقت الظهر الرابع من شهردي القعدة ۱۲۸۲ومائتين و اثنين وثمانين من هجرة النبي صلى الله عليه وسلم في بلدة كانفورصانها الله عن الفساد والشرورانا العبد العاصى المحتاج الى رحمةاسه المنان المدعو وحيد الزمان (رجوعمن ينظر في هذا الكتاب بعين الصواب ان يدعولى بدعاء المستجاب"[50]

اس رسالہ کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ تالیف رسالہ کے زمانے میں ملا علی قاری المتوفی 1014ھ کی کتاب فرائد القلائد و غرر الفوائد علی شرح

العقائد موصوف کے پیش نظر رہی ہے اور آپ نے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے جیسا کہ حدیث المنی پر لکھتے ہیں:

"اقول لم اجد هذا الحديث وتركه على القاري في تخريج لهذا الكتاب"[51]

"میں کہتا ہوں یہ حدیث مجھ کو نہیں ملی، ملا علی قاری نے اپنی کتاب فرائد القلائد میں اس کی تخریج نہیں کی"

جن حدیثوں کی تخریج ملا علی قاری سے رہ گئی تھی آپ نے اس قسم کی بیشتر احادیث کی نشاندہی کی اور بتایا کہ یہ حدیث حدیث کی فلاں فلاں کتاب میں ہے چنانچہ ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"قال روى ابن عمر ان الكبائر تسعته"[52]

"شارح عقائد النسفیہ نے بروایت حضرت ابن عمرؓ لکھا کہ کبیرہ گناہ نو ہیں"

"قال وزاد ابو هريرة اكل الربوااقول قد ترك تخريجه على القاري في فرائد القلائن فلعله لم يره اوكان ساقطا في نسختها خرج الشيخان وغير هماعن ابى هريرة"[53]

"اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے اسی روایت میں سود کھانے کا اور اضافہ ہے، میں کہتا ہوں ملا علی قاری نے اپنی کتاب فرائد القلائد میں اس کی تخریج نہیں کی ہو سکتا ہے کہ بیان کی نظر کر گئی یا ان کے پیش نظر نسخہ میں اس حدیث کا تذکرہ نہ ہوا اس روایت کو بخاری اور مسلم وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہے"

مولانا وحید الزماں نے اس رسالہ میں احادیث کی تخریج ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اگر درمیان سند میں کوئی متکلم فیہ رجال آگئے ہیں تو ان پر کلام کیا ہے چنانچہ حدیث اگر مو ااصحاب فانھم خیار کم الحدث پر لکھتے ہیں:

"اقول رواه النسائي عن عمر بطوله واورد، صاحب المشكوة ولم يطلع على النرجه واسناده مي ورجاله صح الا ابراهيم بن الحسن المجتنى فان لم يخرج له الشيخان وهوثقت ثبت ذكره الجزري وقال القارى ورد معاه في عدة احاديث وهو مفهوم الحديث السابق ولم بين تخرجه"[54]

"میں کہتا ہوں یہ پوری حدیث امام نسائی نے بروایت حضرت عمر سے نقل کی ہے، صاحب مشکوۃ نے بھی مشکوۃ میں اس کو درج کیا مگر انھیں بھی معلوم نہیں کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے، اس کی سند صحیح ہے، اس کے راوی بھی ثقہ ہیں بس ایک ابراہیم بن الحسن خشعمی ہی ایسے شخص ہیں جن سے شیخین نے روایت نہیں کی مگر وہ بھی ثقہ اور معتبر ہیں جیسا کہ علامہ جزری نے لکھا ہے ملا علی قاری نے کہا ہے کہ یہ مفہوم متعدد احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ حدیث ماسبق کا مفہوم بھی یہی ہے مگر انھیں کوئی روایت ان الفاظ کے ساتھ نہیں ملی چنانچہ اس کی تخریج بیان نہیں کی"

اس رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کے زمانے میں حدیث اور رجال کی مستند کتابیں موصوف کے پیش نظر رہی ہیں۔

اشراق الابصار فی تخریج احادین نور الانوار:

یہ کتاب عربی زبان میں ہے اس میں موصوف نے اصول فقہ کی مشہور درسی کتاب نور الانوار (جو اورنگ زیب کے استاد احمد المعروف بہ

ملاجیون (المتوفی 1130ھ) کی تالیف ہے) کی حدیثوں کی تخریج کی ہے. یہ بڑی تقطیع کے 32 صفحات پر مشتمل ہے 1288ھ میں مطبع مصطفائی لکھنو سے چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔

یہ کتاب مولانا وحید الزماں نے 1286ھ میں، اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حیدر آباد دکن میں تالیف کی تھی۔ اس کتاب کی تالیف سے مقصد اہل حدیث کے اس مشہور اعتراض کی تردید کرنا تھا کہ جس طرح فقہی مسائل قیاس پر مبنی ہیں اسی طرح اصول فقہ کا دارومدار بھی محض قیاس پر ہے کیونکہ جن حدیثوں کی ان اصول پر بنیاد قائم ہے وہ ضعیف ہیں یا ان کا بیشتر حصہ موضوع اور بے اصل ہے۔ مولانا کا اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ تو ایک مدت سے تھا مگر کام کی اہمیت زبان قلم کو روکتی رہی آخر ہمت کر کے یہ رسالہ لکھا اور مخالفین کے اس اعتراض کا دندان شکن جواب دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ جن حدیثوں پر ان اصول کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ کس پایہ کی ہیں اور حدیث کی کن کن معتبر اور مستند کتابوں میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ آغاز کتاب میں لکھتے ہیں:

"الطاعنون على أصول الحنفية الحنيفيتالبيضاءلقصورنظرهم و فتور بصرهم وذبول درهم وذهول فهمهم زاعمون ان ليس لها اصل وشاهد ومؤيد وعاضد، وقد جعلوا الصحيحة منها فاسدة و المستقيمة منها كاسدة وقديما كان يختلي فى قلبى مع قلة عدلى و نقص شدتان اسبح في ذلك البحر الذي لا تعرله وانمحت ذلك الجبل الذي لاورله واسعى فى احرازه ما وجدت في كتب الحفاظ الماهرين وافرازما الفيت في اسفارالذاكرين لاجمل نخى بجايظهر الاصول وين النقول ترفع عن خرائدة النقاب وتزيل عن فائده الحجاب خاليا عن الحشو والزوائد عارياع المغلقا والمعاقد حاوي على المهات و الفوائد جامعا للمتعلقات و الفوائد"[55]

"جو لوگ حنفیّہ کے نہایت درخشاں اصول اصول فقہ پر اپنی کوتاہ اندیشی کم مائیگی کج فہمی اور بے بصیرتی کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان اصول کی کوئی اصل ہے نہ کوئی اساس اور نہ کوئی غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور انھوں نے ایک صحیح چیز کو غلط اور ایک سچی بات کو جھوٹ سمجھا ہے۔ ایک زمانہ سے میرے دل میں یہ اعتراض کھٹکتا تھا میں نے اپنی کم مائیگی اور تہی دامنی کے باوجود ایک ایسے سمندر میں تیرنے کا ارادہ کیا جس کی تھاہ نہیں اور ایک ایسے پہاڑ کو تراشنے کا عزم کیا جس کی بلندی اور رفعت کا کچھ ٹھکانہ نہیں، چنانچہ میں نے ان باتوں کو جمع کرنا شروع کیا جو میں نے اس فن کے ماہرین کی کتابوں میں پائیں اور اس فن کے حفاظ کی کتابوں میں نظر سے گزریں تاکہ میں اس کتاب کی احادیث کی تخریجات کو یکجا کروں جس سے اس کی اساس کی حقیقت روشن ہو جائے اس سے متعلق اور تمام حدیثیں منظر عام پر آ جائیں، ان کے چہروں سے نقاب اٹھ جائے (یعنی ان کا پتہ مل جائے کہ وہ کہاں کہاں ہیں اور کن کی کتابوں میں ان کے موتیوں سے پردہ اٹھ جائے یعنی ان کی سند بھی معلوم ہو جائے تخریجات الجھنوں اور پیچیدگیوں سے مبرا ہوں، اہم فوائد اور مہات امور کی جامع ہوں، نیز تمام متعلقات اور نفاس پر حاوی ہوں"

کتاب مذکورہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کے وقت حسب ذیل کتابیں موصوف کے پیش نظر تھیں:

(1) شرح مختصر المنار مولفہ ملاعلی قاری المتوفی 1014ھ

(2) شرح المنار از ابن الملک المتوفی 885ھ

(3) المقاصد الحسنہ از علامہ سخاوی شمس الدین محمد المتوفی 902ھ

(4) تعلیقات ازالۃ الخطا از مولانا عبد الحہ فرنگی محلّی

اس کتاب کی تالیف کے وقت تک موصوف پر حنفیت کا رنگ بہت شوخ تھا۔

کشف المغطاعن الموطا:

یہ حدیث کی مشہور کتاب موطا امام مالک کا اردو ترجمہ اور مختصر شرح ہے میں متوسط تقطیع 620 صفحات پر مشتمل ہے پہلی بار 1296ھ میں مطبع مرتضوی دہلی میں چھپی تھی پھر متعدد مطابع سے شائع ہوئی اب اصح المطابع کراچی نے جدید طرز پر شائع کی ہے۔ مولانا وحید الزماں نے 1294ھ میں جب والد صاحب کی معیت میں حجاز کے قیام کا ارادہ کیا اور حیدرآباد کو خیرآباد کہا تو آپ کے بڑے بھائی بدیع الزماں کے ذریعہ نواب صدیق حسن خاں کو اس کا علم ہوا نواب صاحب مرحوم نہایت زیرک اور مردم شناس انسان تھے اور مولانا کا بدیع الزماں صاحب کی صحبت سے عدم تقلید کی طرف میلان ہو گیا تھا۔ نواب صاحب نے مولانا کے ترجمہ کی صلاحیت کے پیش نظر صحاح ستہ کے ترجمہ کا کام آپ کے سپرد کیا اور لکھ بھیجا کہ جب تک حجاز میں قیام رہے گا پچاس روپے ماہوار برابر پہنچتے رہیں گے۔ مولانا بدیع الزماں نے اسے پہلے ہی منظور کر لیا تھا آپ نے بھی پیشکش قبول کر لی اس طرح صحاح ستہ کے تراجم کا آغاز ہوا اور یہ پہلا ترجمہ ہے جو سرزمین حجاز میں لکھا گیا۔ ترجمہ کے سلسلہ میں نواب صدیق حسن خان مرحوم نے جو ہدایات دی تھیں مولانا نے انہی پر عمل کیا اور وہ حسب ذیل تھیں، فرماتے ہیں:

> "نواب صاحب ممدوح نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ترجمہ صحاح اس طرح سے ہو کہ اسانید وذکر رواۃ بالکل حذف کر دیئے جائیں کیونکہ عوام کو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہے اور خواص کو ممکن ہے کہ اگر ضرورت کسی سند کو دیکھنے کی واقع ہو تو اصل کتاب میں ملاحظہ کر لیں اور لفظ حدیث پورا ذکر کرکے ترجمہ عام فہم اس کا کیا جائے بعد اس کے کچھ ضروری فوائد جن سے حدیث کے مطلب کا حل ہو جائے بڑھا دیئے جائیں لیکن حتی المقدور اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ عبارت طویل نہ ہو ورنہ کتاب ایک دفتر عظیم ہو جائے گی۔ اور مذاہب مجتہدین اور اختلاف علماء وغیرہ بھی چھوڑ دیئے جائیں الاما شاء اللہ صرف مضمون حدیث بیان کر دیا جائے، الحمد للہ کہ فقیر نے حسب الارشاد ترجمہ اس کتاب سے شروع کیا ہے عبارت حدیث کی بحذف اسناد لکھتا ہوں پھر اس کا ترجمہ اہل لسان کے موافق عام بیان کرتا ہوں پھر اگر کچھ ضرورت حل مطلب کی واقع ہوتی ہے ف لکھ کر حل طلب اس حدیث کا ذکر کر دیتا ہوں، اگر کسی مقام پر خود صاحب کتاب نے حل مطلب کیا ہے یا کچھ مضمون بڑھایا تو وہاں صرف اس کا ترجمہ لکھ دیتا ہوں"[56]

کتاب کے شروع میں امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ لکھا ہے پھر اپنی سند بیان کی اور اس کے بعد پھر موطا کا آغاز ہے۔ متن حدیث پر اعراب لگائے ہیں اور پھر ترجمہ کیا ہے ترجمہ عالمانہ سلجھا ہوا اور سلیس ہے۔ البتہ کہیں کہیں جملوں کی ترتیب اور ساخت میں قدامت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ قدامت کا یہ رنگ تیسیر الباری کے سوا صحاح ستہ کے سب ہی ترجموں میں موجود ہے۔ کشف المغطا میں بیشتر فوائد زرقانی، مصفی، محلّی، منتقی، نور الحوالک، نیل الاوطار اور اغاثہ اللیفان سے ماخوذ ہیں جو اگرچہ مختصر ہیں مگر بہت مفید ہیں اور مولانا کے حسن انتخاب کا بین

ثبوت ہیں۔ مولانا نے حدیث کے تراجم میں جن امور کا ہر جگہ لحاظ رکھا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(ا) ہر جگہ لفظی ترجمہ سے احتراز کیا اور ہمیشہ بامحاورہ ترجمہ کیا ہے جہاں بامحاورہ ترجمہ مشکل ہوتا ہے وہاں آزاد ترجمہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی لفظی ترجمہ بھی لکھ دیتے ہیں مگر ایسا شاز و نادر ہی ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عن أبي هريرة ان رسول الله صل الله علي وسلم قال لا يمنع احدكم جاره خشبة بغرزها في جداره ثم يقول أبو هريرة مالي اراكم منها معرضين والله لارمين بهارين اكتافكم"[57]

"ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ منع کرے کوئی تم میں سے اپنے ہمسایہ کو لکڑی گاڑنے سے اپنی دیوار میں پھر ابوھریرہ کہتے تھے، کیا وجہ ہے کہ تم اس حدیث کو متوجہ ہو کر نہیں سنتے قسم خدا کی میں اس کو خوب مشہور کروں گا"

یہ حاصل ترجمہ ہے لفظی یہ ہے:

"کیا ہے واسطے میرے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو اس حدیث سے منھ پھیرتے ہو، قسم خدا کی البتہ ڈالوں گا میں اس حدیث کو تمہارے کندھوں کے بیچ میں، یعنی سنا سنا کر تم کو خوب تنگ کروں گا اور زبردستی اس پر عمل کروں گا"[58]

(۲) مولانا چونکہ ترجمہ بامحاورہ کرتے ہیں اس لئے کہیں کہیں عربی کے زائد جملہ کا ترجمہ نظر انداز کر دیتے حسب ذیل مثال اسی امر کی شاہد ہے :

"عن ابن شهاب انه سأل عن الرجل يتكارى الدابة يكريها با كثر مما تكاريهابه فقال لابأس بذلك"[59]

"ابن شہاب سے سوال ہوا کوئی شخص ایک جانور کو لے پھر دوسرے شخص کو اس سے زیادہ پر کرایہ کو دے انھوں نے کہا کچھ قباحت نہیں"

اس میں "مما تکاریها به" کا ترجمہ "جتنے پر کہ اس نے خود اس کو کرایہ پر لیا تھا"، نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ ترجمہ میں اس جملہ کے ترجمہ کے بغیر عبارت کا پورا مفہوم ادا ہو گیا، اس لئے اس کی ضرورت نہ تھی، ایسے مقامات پر مولانا کے ترجمہ کا یہی انداز ہے۔[60]

(۳) ترجمہ میں مصطلحات فقہیہ کی توضیح کرتے ہیں اسی طرح حدیث میں جن مواقع اور مقامات کا ذکر آتا ہے اس کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(۴) ہندوستان کی مطبوعہ صحاح ستہ میں سے ترجمہ کے وقت جو کتاب پیش نظر ہوتی ہے اس کی عبارت میں اگر کوئی اختلاف ہوتا ہے تو اس کو بیان کرتے ہیں چنانچہ کتاب مذکور کے ترجمہ کرتے وقت مولانا کے پیش نظر موطا امام مالک کا وہ نسخہ تھا جو مطبع احمدی 1266ھ میں چھپا تھا اس مطبوعہ نسخہ کے متن حدیث میں اگر کوئی سقم نظر آتا یا اس میں اور موطا کے دیگر نسخوں میں کہیں اختلاف ہوتا تو اس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔

(۵) عنوانات کا ترجمہ بامحاورہ حسب موقع اور مقام کرتے ہیں۔ اس میں لفظی ترجمہ کا ہرگز خیال نہیں رکھتے ہیں۔ جیسے القضاء في استهلاك العبد اللقطة غلام لفظ راستہ میں گری پڑی چیز کو پا کر خرچ کر ڈالے تو کیا حکم ہے۔ یہ ترجمہ محض اس لئے کیا ہے کہ بعد میں تو حکم مذکور ہے اس کے عین مطابق ہے۔

(٦) رجال سند پر بھی کہیں کہیں کلام کرتے ہیں نیز حنفیہؒ کے دلائل پر بھی جرح وقدح سے گریز نہیں کرتے۔

الہدی المحمود لترجمہ سنن ابی داود:

یہ سنن ابی داؤد کا اردو ترجمہ ہے اور بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں مطبع صدیقی لاہور سے 1301ھ میں چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ پہلی جلد 638 اور دوسری جلد 696 صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا وحید الزماں نے جن باتوں کو مقدمہ میں بیان کیا ہے ان کا خلاصہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے:

> "1296ھ کے اوائل میں ترجمہ موطا اور ترجمہ ترمذی سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد بھی دل چاہتا تھا کہ پہلے صحیح بخاری کا ترجمہ کیا جاتا اور نواب والاجاہ امیر الملک بہادر کا بھی یہی منشار تھا لیکن کتب ضروری ہاتھ نہ ہونے کی وجہ سے بخاری کے ترجمہ کی ہمت نہیں کی اور یہ ترجمہ شروع کر دیا اور ۲۴۔ ربیع الآخر 1297ھ روز دوشنبہ کو اس سے فراغت حاصل کی۔"[61]

جس زمانے میں مولانا نے اس کتاب کا ترجمہ شروع کیا وہ ایک عبوری دور تھا اور آپکو یہ فیصلہ کرنا تھا کہ حجاز میں مستقل قیام کیا جائے یا حیدر آباد ہی میں سکونت اختیار کی جائے، اس وجہ سے یہ ترجمہ زیادہ دلجمعی سے نہیں کیا گیا اور ایک نہایت ضخیم کتاب کا ترجمہ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں پورا کر دیا۔ اسی بناپر متن حدیث پر اعراب نہیں ہے۔ اور کتاب کے فوائد میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ تشریحی فوائد بھی کم ہیں، تاہم جو میں معالم السنن للخطابی حاشیہ حافظ زکی الدین المنذری، ابن القیم، شرح مغلطائی شرح ولی الدین عراقی اور مرقاۃ السعود وغیرہ سے ماخوذ ہیں۔ مولانا نے حدیث کی جن کتابوں کا ترجمہ کیا ان سب میں اعراب کا اہتمام اور التزام کیا ہے۔ یہی ایک کتاب ہے جس پر اعراب نہیں لگایا ہے۔

روض الربی من ترجمہ المجتبیٰ:

یہ امام نسائی کی مشہور کتاب سنن المجتبیٰ کا اردو ترجمہ ہے اور متوسط تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں 1302ھ میں مطبع صدیقی لاہور سے شائع ہو گیا ہے۔ مولانا نے یہ ترجمہ 1297ھ میں حیدر آباد میں شروع کیا اور دو سال میں پورا کر دیا، نسائی شریف کے ترجمہ کے متعلق مولانا کا خیال تھا کہ اس کا ترجمہ صحیحین کے بعد کیا جاتا مگر صحیح بخاری اور مسلم کے ترجمہ کے لئے جیسا سکون خاطر درکار تھا وہ اس وقت حاصل نہ تھا اس لئے نسائی شریف کا ترجمہ پہلے کیا۔ آغاز مقدمہ میں لکھتے ہیں: "اللہ عزوجل کے فضل سے اوائل 1297ھ میں سنن ابی داؤدؒ کے ترجمہ سے فراغت حاصل ہوئی۔ اب منجملہ صحاح ستہ کی تین کتابوں کا ترجمہ باقی رہا صحیحین اور سنن نسائی ہر چند کہ اکثر احباب کی خواہش اور میری تمنا ہی تھی کہ اب صحیحین کا ترجمہ شروع کیا جاوے اور سنن نسائی کو صحیحین کی فراغت کے بعد رکھا جاوے لیکن بوجہ پریشانی سفر اور قلّت سامان کے مناسب یہی معلوم ہوا کہ پہلے سنن نسائی کا ترجمہ کر دیا جاہے کیونکہ یہ چاروں کتابیں یعنی موطا امام مالک اور سنن ابی داود اور جامع ترمذی اور سنن نسائی علاوہ مختصر ہونے کے چنداں شروح اور حواشی کی احتیاج نہیں رکھتیں اور صحیحین علاوہ کثیر الحجم ہونے کے شروح اور حواشی اور

کثرت سامان اور اطمینان قلب کو چاہتی ہیں اور جناب فیض آب محی السنہ قامع البدعہ نواب والاجاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر دام مجد ہم کا بھی منشا اسی کو مقتضی ہوا۔[62]

ابتدا میں بارہ صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ ہے جس میں امام نسائی کے حالات ہیں۔ پہلے حدیث کا متن ہے پھر ترجمہ ہے اور اس کے ساتھ ہی تشریحی فوائد ہیں جو مستند شروح سے ماخوذ ہیں کتابت اوطباعت دونوں خوب ہیں۔

المعلم لترجمہ صحیح مسلم:

یہ صحیح مسلم کا اردو ترجمہ اور مختصر شرح ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، متوسط تقطیع کی چھ ضخیم جلدوں میں 2876 صفحات پر مشتمل ہے اور 1306ھ ہم میں مطبع صدیقی لاہور سے چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔[63]

ابتدا میں 9 صفحے کا ایک دیباچہ ہے جس میں ترجمے کے آغاز کی تاریخ صحیح مسلم کا مرتبہ ومقام صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا موازینہ، امام مسلم کے انتخاب حدیث کے شرائط واصول، احادیث کی تعداد صحیح مسلم کی شروح، امام مسلم کا تذکرہ اور صاحب کتاب تک اپنی سند بیان کی ہے۔ صحیح مسلم کے ترجمہ سے پہلے بخاری شریف کے ترجمہ کا ارادہ تھا مگر صحیح بخاری کی شروح میں فتح الباری کو نہایت بلند مقام حاصل ہے وہ موصوف کے پاس نہ تھی اس کے بغیر فوائد کی تکمیل میں بڑی دشواری پیش آتی اس لئے آپ کو اس کا جلد ترجمہ شروع کرنے میں تامل تھا۔ ادھر نواب صدیق حسن خاں مصر میں اس کی طباعت کا انتظام کر رہے تھے، انھوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ اس عرصہ میں مسلم شریف کا ترجمہ کر دیا جائے جیسا کہ لکھتے ہیں: "بعد حمد ونعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزماں عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلّت بضاعت اور بے سر وسامانی کے اواخر 1300 ہجری میں محض تائید غیبی اور امداد خداوندی سے چار بڑی کتابیں حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کی زبان اردو میں ترجمہ ہو گئیں یعنی موطا امام مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد اور سنن نسائی اور جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے ان چاروں کتابوں کو مقبول فرمایا اور ہزار ہا نسخے ان کے طالبین نے ہر چار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے اب شروع چودھویں صدی یعنی 1301 ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہیں اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہے مگر خیر جب تک چند نفس باقی ہیں وہ بھی اگر خدمت حدیث میں صرف ہوں تو اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے۔ پس اس خیال سے صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسا کرکے میں نے صحیحین کے ترجمے میں وقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری (علیہ الرحمتہ کی شرحیں اور ترجمے عربی اور فارسی زبان میں بہت ہو چکے ہیں بلکہ حال میں ایک ترجمہ اردو زبان میں بھی شہر مدراس میں چھپنا شروع ہو گیا تھا اس کے علاوہ نواب سید محمد صدیق حسن خاں صاحب بہادر جن کی ہمت حمایت شریعیت متین کے متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادر الوجود فتح الباری شرح صحیح البخاری کا چھپوانا مصر میں شروع فرمایا ہے۔ اس لئے ترجمہ بخاری میں اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تھا میں نے ترجمہ صحیح بخاری کو بالفعل ملتوی رکھ کر حسب ایماء واشارت جناب ممدوح صحیح مسلم (علیہ الرحمہ) کا ترجمہ شروع کیا"۔

اس میں بھی حسب دستور حدیث کے متن کے بعد ترجمہ ہے اور کسی حدیث سے متعلق تشریحی فوائد ہیں یہ فوائد نہایت تفصیلی ہیں۔ اس کی وجہ زیادہ تر امام نوی کی شرح مسلم کا التقاط اور انتخاب ہے۔ کہیں کہیں مترجم کے بھی توضیحی فوائد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب نہایت ضخیم ہو گئی۔

تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری:

(مع الشرحین فتح الباری وارشاد الساری یعنی قسطلانی مع نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار) یہ شرح چونکہ تیس پاروں میں لکھی جارہی تھی اس نے ہر پارہ علیحدہ چھپنا شروع ہوا متوسط تقطیع پر پہلا پارہ 1307ھ میں مطبع صدیقی لاہور سے چھپ کر شائع ہوا اور اسی تقطیع پر علی الترتیب ابتدائی چار پارے مطبع مذکور سے شائع ہوئے، پہلا پارہ 833 صفحات پر مشتمل ہے۔[64]

جب مولانا وحید الزماں صحیح مسلم کے ترجمہ سے فارغ ہوئے تو یہ خیال ہوا کہ اب بخاری کا ترجمہ ہو اور اس کی ایسی جامع شرح کر دی جائے کہ قاری کو پھر کسی دوسری کتاب کی طرف مراجعت کی چنداں احتیاج باقی نہ رہے اور یہی ایک کتاب اس کو دوسری کتابوں کے دیکھنے سے مستغنی کر دے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں نواب صدیق حسن خاں سے مشورہ کیا۔ موصوف نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا جیسا کہ آغاز مقدمہ میں لکھتے ہیں: "اواخر 1305ھ میں محض اس کے افضال سے صحیح مسلم شریف کا ترجمہ ختم ہوا اور منجملہ صحاح ستہ سے فراغت حاصل ہوئی، اب صحاح ستہ میں سے صرف یہی ایک کتاب باقی تھی جناب فیض مآب محمد صدیق حسن خان کا منشاء اسی کو مقتضی ہوا، غرض یہ ہے کہ جو کوئی اس کتاب کو حاصل کرے اس کو کسی حدیث کے دیکھنے کے لئے صحاح ستہ وغیرہ اور کتابوں کی ضرورت نہ رہے پس یہ ترجمہ جامع ہے تمام فوائد اور احادیث کا، درحقیقت ایک شرح عظیم ہے صحیح بخاری کی جس کی مثل آج تک تالیف نہیں ہوئی اور اس کا اتمام تخمیناً تیس جلدوں میں نظر آتا ہے۔

ابتدا میں 41 صفحات کا نہایت محققانہ مقدمہ ہے جس میں امام بخاری کا تفصیلی تذکرہ صحیح بخاری کی تدوین اس کا مرتبہ ومقام اور اس کی شروح کا ذکر ہے پھر امام بخاریؒ تک اپنی بارہ سندوں کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے جس میں ایک سند نہایت اعلیٰ ہے کیونکہ اس میں امام بخاریؒ تک صرف چودہ واسطے ہیں جو نہایت قلیل ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ نہایت عالی ہے اور وہ یہ ہے:

شیخ عبداللطیف نے کہا مجھ سے امام بخاری تک بارہ واسطے ہیں مترجم کہتا ہے کہ اس اسناد میں مجھ سے امام بخاری تک چودہ واسطے ہیں[65] مولانا وحید الزماں نے تسہیل القاری کے آغاز سے چند سال پیشتر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مولانا کو مجلد کتاب دی، آپ نے دیکھا تو صحیح بخاری تھی۔ یہ گویا تسہیل القاری کے لکھنے کی طرف اشارہ تھا جیسا کہ "تذکرۃ الوحید" میں لکھتے ہیں:

> "سنہ وتاریخ مجھ کو محفوظ نہیں ہے میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اس زمانہ کے درویشوں کی حالت آپ جانتے ہیں کہ آپ میری بیعت بلاواسطہ قبول فرمائے۔ یہ سن کر آپ مجھ کو ایک خیمہ میں لے گئے اس کی قناۃ کے متصل کی کتابیں رکھی تھیں آپ نے ایک مجلد کتاب اٹھا کر مجھ کو دی میں نے جو اس کو کھول کر دیکھا تو صحیح بخاری تھی۔ اس خواب کے کئی سال بعد حق تعالیٰ نے صحیح بخاری کے ترجمہ اور شرح کی مجھ کو توفیق عطا فرمائی"[66]

مولانا وحید الزماں نے پہلا پارہ 6 رمضان المبارک 1306ھ کو منگل کے دن مکمل کیا تھا۔ چونکہ یہ کام نہایت اہم تھا اس کے لئے بڑی فرصت درکاری اور مولانا کو مصروفیتوں کی وجہ سے فرصت نہ مل سکی لہٰذا یہ کام چار پاروں سے زیادہ نہ ہو سکا تاہم مولانا کو اس کی تکمیل کا

خیال رہا جیسا کہ تیسیر الباری کے دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے فرماتے ہیں:

"اس سے پہلے جو شرح میں نے صحیح بخاری کی لکھی تھی اس کا نام تسہیل القاری تھا وہ صرف چار پاروں تک لکھی گئی تھی اور ہر ایک پارہ ایک جلد ضخیم تھا اس کے بعد میں کئی سال تک دنیوی مشاغل میں پھنس گیا کہ اس کے پورا کرنے کی نوبت نہ آئی 1320ھ میں حق تعالیٰ نے ان بیہودہ مشاغل سے مجھ کو نجات دلوائی ایک سال ایک ماہ پانچ روز میں تفسیر قرآن پوری ہوئی۔ اب یہ ترجمہ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح البخاری) لکھتا ہوں اللہ کے کرم سے امید ہے کہ وہ اس کی تکمیل کے بعد تسہیل القاری کو بھی پورا کر دے"[67]

افسوس! مولانا کو پھر مہلت نہ مل سکی اور یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکا۔

رفع العجاجہ عن ترجمہ سنن ابن ماجہ:

یہ سنن ابن ماجہ کا اردو ترجمہ ہے اور متوسط تقطیع کی تین ضخیم جلدوں میں مطبع صدیقی لاہور سے 1301ھ میں چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ ابتدائے کتاب میں پہلے ترجمہ سے متعلق کچھ امور مذکور ہیں پھر امام ابن ماجہ کا تذکرہ ہے اور سنن ابن ماجہ کی شروح کا ذکر ہے، بعد میں صاحب کتاب تک اپنی سند کو بیان کیا ہے پھر اس کتاب کا آغاز ہے۔ یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ دراصل آپ کے بڑے بھائی بدیع الزماں نے 1298ھ میں شروع کیا تھا مگر "باب ماجاء في التوقيت للمسح للمقيم والمسافر" تک ہی پہنچے تھے کہ 1304ء میں رہ گرائے عالم بقا ہوئے اور ترجمہ مکمل نہ ہو سکا تو بعض احباب نے تسہیل القاری کی تالیف اور ترجمہ کے ایام میں مولانا نے اصرار کیا کہ یہ ترجمہ مکمل بھی پورا کر دیا جائے چنانچہ اسی زمانے میں مولانا نے اس کا ترجمہ بھی شروع کر دیا اور جلد ہی پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا، جیسا کہ آغاز کتاب میں لکھتے ہیں:

"وحید الزماں عرض کرتا ہے کہ 1305 سنہ ہجری کے اواخر میں حدیث کی بڑی بڑی پانچ کتابوں کے ترجمہ سے فراغت حاصل ہوئی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور سے صحیح بخاری (علیہ الرحمہ) کا ترجمہ بہ سبط تمام شروع کیا گیا۔ اللہ جل جلالہ کے فضل سے امید ہے کہ وہ ترجمہ چند سال کے عرصہ میں پورا ہو جاوے گا۔ چونکہ صحاح ستہ میں بقول راجح، موطا امام مالکؒ کی داخل تھی اس لئے سب سے پہلے موطا شریعت کا ترجمہ کیا گیا اور اللہ جلالہ کے فضل سے وہ ترجمہ نہایت مطبوع اور مقبول ہوا اور سنن ابن ماجہ کا ترجمہ بشرط موقع اور فرصت اور اس خیال سے کہ وہ صحاح ستہ میں بقول راجح نہیں ہے ملتوی رکھا گیا تھا پر اکثر صاحبوں نے اس فقیر سراسر تقصیر سے یہ سوال کیا کہ اگر سنن ابن ماجہ کا بھی ترجمہ ہو جاوے تو مناسب ہے کیونکہ متعدد علماء کے نزدیک یہ کتاب صحاح ستہ میں داخل ہے اور اکثر مقامات میں داخل درس ہے اور سوا اس کے اس کتاب کی ترتیب اور طرز تالیف خوب ہے اور مؤلف نے اس میں نہایت اختصار کے ساتھ احادیث کو جمع کیا ہے اور فقیر کو ان کا سوال لائق اجابت معلوم ہوا۔ مگر کیا کروں قلّت فرصت کثرت شغل ضعف اعضار رئیسہ ترجمہ صحیح بخاری، یہ امور ایسے تھے جن کے لحاظ سے اس امر کا اہتمام دشوار نظر آیا، اس پر بھی محض حق سبحانہ وتعالیٰ کی امداد اور اعانت پر بھروسا کر کے میں نے اس کتاب کا بھی ترجمہ شروع کیا اور جس قدر اوقات ترجمہ صحیح بخاری شریف کے بعد بچتے تھے ان کا صرف کرنا اس کام میں مناسب خیال کیا، میں حق تعالیٰ شانہ سے بکمال تضرع اور نیاز دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اس ترجمہ کو پورا کر دیوے اور اس کو مقبول اور طبوع فرمادے آمین یا الہ العالمین۔ واضح ہو کہ

جناب اخوی مطاعی موادی حاجی محمد بدیع الزماں صاحب مرحوم ومغفور نے اس کتاب کا ترجمہ 1298ھ میں شروع کیا تھااور ابتدائے کتاب سے صرف چار پانچ جزء کا ترجمہ یعنی باب ماجار في التوقيت اللمسح للمقيم والمسافر تک لکھا تھا، افسوس ہے کہ جناب مغفور 1304ھ میں دنیا فانی سے سفر کر گئے اور اس کتاب کا نہ دیباچہ لکھا نہ اس کے اتمام کی مہلت پائی لہٰذا ناظرین با تمکین سے امید ہے جو اس کتاب کا مطالعہ فرمادیں کہ جناب مرحوم کو بھی دعا خیر سے محروم نہ فرما دیں۔ مولانا وحیدالزمانؒ نے سنن ابن ماجہ کا نصف اول ربیع الاول 1310ھ میں مکمل کیا اور چونکہ فرصت نہ تھی اس لئے نظر ثانی کا وقت بھی نہ مل سکا تھا جیساکہ جلد اول کے خاتمہ پر لکھتے ہیں: "نصف اول سنن ابن ماجہ کا تمام ہوا چھٹی تاریخ ماہ ربیع الاول 1310ھ روز چہار شنبہ ۔۔۔۔ مترجم بصد ادب گزارش کرتا ہے کہ بوجہ کم فرصتی اور ضعف قوی اور کثرت مشاغل کے ترجمہ پر نہ نظر ثانی ہوسکی نہ غور کے ساتھ ترجمہ لکھنے کا موقع ملا، اس لئے اگر کسی مقام میں غلطی یا سہو پاویں تو اس کی اصلاح فرمالیں"[68]

رفع العجاجہ کے فوائد، شرح مغلطائی، مصباح الزجاجۃ اور انجاح الحاجہ وغیرہ سے ماخوذ ہیں۔ کتابت اور طباعت دونوں خوب ہیں۔

تیسیر الباری ترجمۃ البخاری:

یہ بخاری کا اردو ترجمہ ہے اور اس پر نہایت مختصر فوائد ہیں چونکہ یہ کتاب تیس پاروں میں ہے اس لئے ہر ایک پارہ ترتیب کے ساتھ جداجدا، مطبع احمدی لاہور سے چھپ کر شائع ہوا تھا۔ مولانا نے تسہل القاری کے چار پارے ہی لکھے تھے کہ ان کی مصروفیتیں بڑھ گئیں اور سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ جب قرآن کے ترجمہ و تفسیر سے فراغت پائی تو خیال ہوا کہ بخاری کا ترجمہ بھی قرآن مجید کے ترجمہ کی طرح مختصر فوائد کے ساتھ کردیا جائے جیساکہ لکھتے ہیں:

"تمام برادران دینی کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہے کہ بتاریخ پنجم ماہ جمادی الاولی 1321ھ روز جمعہ بعد از تمام تفسر مع ترجمہ قرآن مجید ختم ہوئی اس کے بعد بالہام غیبی یہ حکم ہوا کہ صحیح بخاری شریف کا ترجمہ شروع کیا جائے اور حاشیہ پر فوائد مختصر درج ہوں جن کے مطالعہ سے اصل کتاب کا مطلب ہر شخص سمجھ جائے یہ دونوں کتابیں طالب حق کے لئے کافی ہیں یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے پیغمبر کی کتاب صحیح بخاری۔ مولانا نے 1321ھ میں پھر تیسیر الباری لکھنی شروع کی اور کم وبیش دو سال کی مدت میں بخاری شریف کے تیس پاروں کا اردو میں مختصر فوائد کے ساتھ پورا ترجمہ کردیا، آغاز کتاب میں لکھتے ہیں: "یا اللہ میں تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں اگر ہر ین موزبان ہوجائے تو بھی تیری نعمت عظمیٰ کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا کہ تو نے ایک عرصہ قلیل میں اس کتاب عظیم النصاب کے ترجمہ اور شرح سے فراغت بخشی جو بعد میری کتاب پاک کے دنیا کی تمام کتابوں سے زیادہ افضل اور زیادہ صحیح ہے اس کتاب مستطاب کا ترجمہ جمادی الاولی 1321ھ کو شروع ہوا تھا دوسری ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ 1323 ہجری کو ماہ ولادت ویوم ولادت جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم میں پورا ہوا اس حساب سے کل مدت تالیف اکیس ماہ 26 یوم ہوتی ہے۔ یا اللہ

اس ترجمہ اور شرح کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرمالے کیونکہ میں نے یہ سب محنت اور مشقت اس عالم پیری اور ناتوانی میں خاص تیری ہی رضامندی کے لئے اٹھائی ہے تو ہر ایک نیت سے خواب واقف ہے" [69]

ترجمہ میں کن کن باتوں کا لحاظ رکھا گیا اور فوائد میں کن کن امور کی رعایت کی گئی ہے اس کی وضاحت مولانا نے ابتدا ہی میں کر دی ہے، فرماتے ہیں:

"اس کتاب کا ترجمہ کو میں نے کل بخاری کو مع اسناد کے متن میں رکھا ہے اور ہر ایک سطر کے نیچے اس کا بامحاورہ ترجمہ اردو میں لکھا تاکہ اصل کتاب کو پڑھنے والے بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور ترجمہ میں جہاں کوئی مختصر عبارت ضرورت سے زائد کی گئی ہے تو اس کے لئے دونوں خط عرض کر دیے اور زیادہ مضمون لکھنے کی ضرورت ہوئی تو ف لکھ کر وہ مضمون حاشیہ میں درج کیا اور اس کا نام میں نے تیسیر الباری ترجمہ صحیح البخاری رکھا" [70]

یہ ترجمہ پہلے ترجموں کے مقابلہ میں بہت منجھا ہوا، نہایت رواں اور سلیس ہے نثر کا ترجمہ نثر میں کیا ہے۔ اور شعروں کا ترجمہ شعروں میں۔ فوائد اگرچہ مختصر ہیں لیکن نہایت کافی اور شافی ہیں۔ متن کی کتابت قرآن مجید کی کتابت کی طرح جلی حروف میں ہے حتی کہ متن کی عبارت کو بھی دیکھا گیا ہے عبارت پر بھی اعراب لگایا گیا ہے اور ترجمہ بین السطور اور حواشی مختصر فوائد مستند شروح بخاری جیسے فتح الباری، عمدۃ القاری، کرمانی اور قسطلانی وغیرہ سے ماخوذ ہیں اور کہیں کہیں مذاہب اربعہ کو بیان کیا ہے۔ کتابت اور طباعت دونوں میں صحت و پاکیزگی کا التزام رکھا گیا۔ شائقین کی طلب اور طباعت کی سہولت کے پیش نظر ہر پارہ علیحدہ چھاپا گیا۔ یہ کتاب مختلف مطابع سے شائع ہوئی ہے لیکن مذکورہ بالا التزام صرف مطبع احمدی لاہور کے نسخہ میں ہے۔ مولانا وحید الزماں ترجمہ قلم برداشتہ کرتے اور کبھی اس پر نظر ثانی نہیں کرتے تھے اسی لئے ترجمہ پر زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا تھا اور ترجمہ جلد مکمل ہو جاتا تھا۔ اس طرح مسلسل ترجمہ ہوتا رہا اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ ہو گیا مگر نظر ثانی نہ ہونے کی وجہ سے ترجمہ میں وہ خوبی پیدا نہ ہو سکی جو ترجمہ کرنے کے بعد دیکھنے اور غور کرنے سے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ صحاح ستہ جس میں بیشتر حدیثیں مکرر ہیں ان مکرر حدیثوں کا ترجمہ بھی یکساں نہیں ہے، یہ اختلاف اگرچہ معنی پر اثر انداز نہیں ہوتا مگر اپنے اندر کوئی معنی خیز خوبی بھی نہیں رکھتا فوائد کی بھی یہی نوعیت سے ہم ایک مختصر حدیث صحاح ستہ کی مختلف کتابوں سے مع ترجمہ اور فوائد نقل کرتے ہیں جس سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا:

" عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله علي سلم قال تنكح النساء لاربعة لمالها ولحبها ولجمالهاولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك" [71]

"ابوہرہ رضی الہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے نکاح کی جاتی ہیں عورتیں چار چیزوں سے مال کے سبب اور شرافت خاندانی کے سبب سے اور دین کے باعث سے تو اپنا کام فتح کر دین والی سے تیرے ہاتھ مٹی میں ملیں "

یعنی ان سب چیزوں میں دینداری بڑھ کر ہے تو اسی کو اختیار کر مال و دولت شرافت خوبصورتی بیدینی کے ساتھ مزہ نہیں دیتی انجام میں مصیبت اور تکلیف ہوتی ہے دیدار سے ہمیشہ آرام رہتا ہے۔ اسی حدیث کا ترجمہ المعلم ترجمہ صحیح مسلم میں اس طرح کیا ہے: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اس علیہ وسلم نے فرمایا عورت سے نکاح کیا جاتا ہے چار سبب سے، اس کے مال کے لئے اور جمال کے لئے اور سب کے لئے اور دین کے لئے سو تو دیندار پر فتح حاصل کر تیرے ہاتھ میں خاک بھرے۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ

لوگوں کی عادت یہ ہے کہ مال وجمال وحسب کے طالب ہوتے ہیں سو دیندار کو لازم ہے کہ ان سب خصلتوں سے دین کو مقدم رکھنے کی صحبت میں اس کی صحبت نیک حاصل ہو اور اس تعالیٰ اس کی نیت کی برکت سے حسن خلق اور حسن معاشرت بھی عنایت کرے اور بسبب نیکی کے فتنہ دنیویہ اور فتن دینیہ سے محفوظ رہے اسی حدیث کا ترجمہ تیسیر الباری میں یوں لکھا ہے:

> حضرت ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا عورت سے لوگ چار غرضوں سے نکاح کرتے ہیں یا تو مالداری کی وجہ سے حسب ونسب کی وجہ سے یا خوبصورتی کی وجہ سے یا دینداری کی وجہ سے تو ایسا کر دیندار عورت کو اختیار کر (جس کے اوضاع واطوار اچھے ہوں) اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (اخیر چل کر تجھ کو ندامت ہوگی)"[72]

یہی حال اشعار کے ترجمہ کا ہے ایک شعر کا منظوم ترجمہ تیسیر الباری میں اس طرح کیا ہے:

الاليت شعري هل ابين ليلة　　　　بواد وحولي إذخر وجليل[73]

کب الٰہی مجھ کو مکہ میں ملے گی ایک رات　　　　جب اُگی ہوگی میرے چاروں طرف اذخر جلیل

اسی شعر کا ترجمہ وحید اللغات میں کیا ہے جو اس سے بالکل جداگانہ ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

> "حضرت بلالؓ نے بخار کی حالت میں یہ شعر پڑھا، کاش میں مکہ کی وادی میں ایک رات گزاروں اور میرے گرد اگرد اذخر اور جلیل ہو (اذخر ایک مشہور خوشبودار گھانس ہے اور جلیل مشہور بھاجی ہے جس کو ثمام بھی کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ پھر بھی مکہ میں جانا اور وہاں ایک رات گزار نا نصیب ہوگا یا نہیں"[74]

تصحیح کنز العمال:

ان تالیفات کے علاوہ مولانا وحید الدین نے بعض نہایت اہم کتابوں کی تصحیح کا کام بھی کیا ہے جو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہندوستان کے نامور محدث شیخ علاء الدین علی المتقی (المتوفی ۹۷۵ھ) کی مشہور تالیف کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال کو جب 1310ھ میں دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن نے طبع کرانا چاہاتو اس کتاب کی تصحیح کے لئے ارباب حل وعقد کی نظر انتخاب جس پر پڑی وہ مولانا وحید الزماں کی ذات تھی، چنانچہ یہ اہم کام موصوف ہی کے سپرد کیا گیا، جس کا اظہار ہر جلد کے خاتمہ پر ان الفاظ میں کیا گیا ہے: باوجودیکہ یہ نسخہ نہایت غلط تھا لیکن موصوف نے بڑی دیدہ ریزی سے اس کی تصحیح کی اس نسخہ کی اغلاط کا اندازہ مولانا وحید الزماں کی اس تحریر سے ہو سکتا ہے۔[75]

مولانا وحید الزماں نے بڑی جانفشانی اور ژرف نگاہی سے اس اہم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، ابتدائی جلدوں کی تصحیح کا تمامتر کام خود کیا۔ بعد میں بعض اور اہل علم نے بھی اس کام میں حصہ لیا۔ مگر موصوف اپنی وسعت نظر اور ژرف نگاہی کے باعث اس امر میں سب سے ممتاز رہے۔ اس حقیقت کا اعتراف تمام شرکائے کار کو تھا۔

شمائل ترمذی مترجم:

ا۔اردو رخصائل نبوی از مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث

۲۔ نبوی لیل و نہار از مولانا سعد یوسفی

اس کتاب میں امام ترمذی کی کتاب الشمائل کی تمام احادیث بااعراب مع ترجمہ و شرح اردو درج ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی شکل و صورت آپ کی سیرت و عادات رات دن کے معمولات لباس طعام غرض ہر چیز کی کیفیت صحیح مستند طریقے سے مذکور ہے ایک مسلمان کے لئے اس سے زیادہ سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ رسول خدا ﷺ کا ذکر مبارک اس کا درد زبان و حرز جان ہو، آپ کی شکل و شمائل آپ کے عادات و خصائل آپ کی رفتار و گفتار کا نقشہ اس کے دل میں رہے، اور اس کی آنکھوں میں پھرے۔ انسان وہی ہے جس کو آپ کو معرفت و محبت سے کچھ حصہ ملا ہو کمال و صحیح معاشرت یہی ہے۔ باقی سراسر نقصان ہے ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ مولانا وحید الزمان نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔[76]

مؤطا امام مالک

حضرت امام مالکؒ کا محدثین میں جو اعلیٰ مرتبہ ہے اس سے کوئی ذی علم ناواقف نہیں آپ مدینۃ الرسول کے مقبول اور مسلم استاذ الحدیث تھے اور ساٹھ سال تک حرم مدینہ میں روایت حدیث میں مشغول رہے۔ موطا امام مالک احادیث کا وہ قیمتی ذخیرہ ہے جس کو سالہا سال امام مالک نے ہر کسوٹی پر پرکھ کر اپنی جمع کردہ احادیث سے انتخاب فرما کر مسلمانوں کے لیے مرتب کیا۔ جب امام مالکؒ نے اس کتاب کو مرتب کیا اسوقت لوگوں کے پاس کوئی کتاب حدیث کی نہ تھی امام مالک نے ستر فقہاکے سامنے پیش کیا اور سب نے اس کے ساتھ مواقفت کی۔ اسمیں ایک ہزار ستائیس احادیث وآثار جمع ہیں۔ اصل عربی معہ اردو ترجمہ و فوائد اس معیاری ایڈیشن کی امتیازی شان ہے۔ مولانا وحید الزمان نے اس کا اردو ترجمہ کشف المغطاکے نام سے کیا ہے۔[77]

لغات الحدیث

اس کتاب کا اصل نام "اسرار اللغۃ معہ انوار اللغۃ الملقب بہ وحید اللغات "تھاجواب" لغات الحدیث" کے مختصر نام کے اصح المطابع کے زیر اہتمام طبع ہوئی ہے۔ اردو زبان میں عربی لغات کے ترجمہ و تشریح سے متعلق آج تک اس درجہ کی کوئی جامع لغات شائع نہیں ہوئی "لغات الحدیث" کی تالیف میں النہایۃ لابن الاثیر، مجمع بحار الانوار، القاموس المحیط ،الصحاح الجوہری، محیط المحیط ، منتہی الارب ، مجمع البحرین الفائق لزمخشری، المغرب شرح النہج العیب اور لسان العرب معروف کتب سے مدد لی گئی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی رو سے عربی زبان کے تمام الفاظ کی دریافت کے ساتھ ساتھ جملہ احادیث اہل سنت و امامیہ اور آثار صحابہ پر بھی بخوبی عبور حاصل کیا جاسکتا ہے۔ الفاظ کے تحت احادیث وآثار مع ترجمہ شرح درج ہیں۔ شائقین علم حدیث اور ہر مذاق کے علما و طلبہ کے لیے ایک قابل قدر تحفہ ہے یہ کتاب 24 حصوں یا چھ جلدوں میں مکمل ہے۔[78]

علامہ وحید الزماں کی متفرق تصنیفی خدمات:

علامات الموت:

یہ حکیم بقراط کے رسالہ قبریہ کا اردو ترجمہ ہے جو موصوف نے طالب علمی کے ابتدائی دور میں کیا تھا جب آپ صرف و نحو کی کتابیں پڑھتے تھے، یہ بعد میں چھپ کر شائع ہو گیا تھا مگر اب نہیں ملتا۔

الحاشیۃ الوحید علی الحاشیہ الزاہدیۃ:

یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور میر زاہد امور عام پر موصوف کی تعلیقات میں جو بڑی تقطیع کے 160 صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ تعلیقات اور حواشی شرح المواقف کے ساتھ 1293ھ 1879ء مطبع علوی لکھنو سے چھپ کر شائع ہو گئے ہیں۔ مولانا وحید الزماں نے جب محمد مہدی حسین کو میر زاہد پڑھایا تو ان کے اصرار سے مجبور ہو کر اس پر حواشی لکھے جن کا نام "الحاشیۃ الوحیدیہ" رکھا۔[79]

اس کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا کو فن معقولات میں بھی ید طولی حاصل تھا۔ مولانا ابو سعید شرف الدین ابطال اللہ بقاء ہم فرماتے تھے کہ ہم نے "الحاشیہ الوحیدیہ" اپنے استاد مولانا بشیر حسن سہسوانی سے سبقاً سبقاً پڑھا تھا وہ فرماتے تھے کہ یہ حاشیہ خوب لکھا ہے۔

الانتهافي الاستواء:

یہ عربی زبان میں استواء علی العرش کی بحث میں ایک نہایت جامع اور مبسوط کتاب ہے اور چھپ گئی ہے اور ۱۲۹۳ھ میں مدراس اور بمبئی کے اطراف میں مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ہو گیا تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی فرید الزماں نے نہایت اصرار سے اس موضوع پر آپ سے ایک ضخیم کتاب لکھوائی اسی کا نام الانہار فی الاستواء ہے۔ یہ کتاب مولف نے زر ذاتی سے طبع کرا کر تقسیم کرائی تھی۔ ایک مدت کے بعد مدراس کے کسی عالم نے اس کا رد لکھا جس کا جواب مولانا وحید الزماں کے استاد شیخ ابراہیم شرقی نے دیا جو مصر سے چھپ کر شائع ہوا مگر اب نہیں ملتا۔

قواعد محمدی:

مولانا نے یہ حروف شناسی اور بچوں کی ابتدائی تعلیم کا ایک جدید قاعدہ تیار کیا تھا جس میں مفردات سے مرکبات بنانے کا طریقہ بتایا گیا اور اسلامی تعلیمات کی بنیادی چیزوں کو سمجھایا گیا تھا، یہ قاعدہ بھی طبع ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ مولانا جب 1297ھ ہجری میں لکھنؤ گئے تو دیکھا کہ پڑھے لکھے لڑکوں کے عقائد بگڑتے جا رہے ہیں اور ان کو اسلام کی بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں ہوتا تو بڑا رنج ہوا کیونکہ جن باتوں کا دین سے ہونا بدیہی ہے اس کا علم ہر شخص کو ہونا ضروری ہے اس سے غفلت روا نہیں۔ انہی ایام میں آپ نے ایک بچہ سے جو قرآن ختم کر چکا تھا یہ سوال کیا کہ قرآن کس کا کلام ہے اور کس پر اترا ہے وہ بولا میں نہیں جانتا، مولویوں اور پیروں پر اترا ہو گا۔ یہ سن کر بڑا صدمہ ہوا وہاں کے مقامی بزرگوں کی زبانی بھی اسی قسم کے متعدد واقعات سنے جس سے بڑا دکھ ہوا اور اسی وقت یہ رسالہ لکھا جس میں پہلے مفردات اور پھر مرکبات کو

بیان کیا ہے۔ مرکبات میں قرآن مجید کی وہ آیتیں لکھی ہیں جن میں ایمان کے مبادی اور اصول کا ذکر ہے پھر نماز کی دعاؤں اور چھوٹی چھوٹی سورتوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جس سے ہر بچہ کو اسلام کے بنیادی عقائد کا پورا علم ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ مولانا نے اپنے ذاتی روپیہ سے چھپوا کر حیدرآباد دکن اور لکھنو وغیر میں تقسیم کرایا تھا کچھ کاپیاں مکہ معظمہ بھی بھیجی تھیں۔

تذکرۃ الوحید:

یہ مولانا کی خود نوشت سوانح عمری ہے اور متوسط تقطیع کے 28 صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلا ایڈیشن 1328ھ میں شائع ہوا اور دوسرا ایڈیشن 1919 میں مطبع عثمانی شاہی حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ہے۔ مولانا وحید الزماں اپنی بے لوث خدمت اور عظیم الشان کارناموں کی وجہ سے عوام وخواص دونوں طبقوں میں ہر دلعزیز تھے یہی وجہ ہے کہ جب کاروان عمر تیسویں منزل طے کر رہا تھا اسی زمانے میں آپ کے شاگرد مرزا محمد حسن لکھنوی نے آپ کی اسی سالہ زندگی لکھی اور اس کتاب کا نام "لائف اسی سالہ" رکھا جو مطبع متین کرتان۔ افضل گنج حیدرآباد دکن سے ۱۲۹۸ھ میں شائع ہوئی، بعد میں احباب کے اصرار سے ۱۳۲۷ء میں اپنا تذکرہ خود لکھا جو غالباً ۱۳۳۸ھ میں چھپ کر تمام نسخے ہاتھوں ہاتھ نکل گئے، جب آپ 1333ھ میں مدینہ سے اہلیہ کو حیدرآباد چھوڑنے آئے تو جنگ عظیم کی وجہ سے راستے بند ہوگئے آپ حیدرآباد سے بنگلور آگئے، قیام بنگلور کے زمانے میں آپ کے بڑے فرزند ڈاکٹر محمد اشرف اور میر فیض الرحمان نے اس کو دوبارہ چھپوانے کا ارادہ کیا اور آپ کو نظر ثانی کے لئے دیا جب آپ نے دیکھ لیا تو وہ پریس میں دیدیا گیا، اس طرح "تذکرۃ الوحید" دوبارہ زیور طبع سے آراستہ ہوا۔
یہ تذکرہ کیا ہے کشکول ہے کشکول میں جتنا بسط ہوتا ہے اس میں اتنا ہی اختصار ہے، البتہ موصوف کی زندگی سے متعلق جتنی مستند معلومات اس میں مل سکتی ہیں وہ کسی اور جگہ ہاتھ نہیں آسکتیں، اس لحاظ سے یہ تذکرہ اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ اس میں عنوانات تو بہت ہیں مگر مواد کچھ نہیں، عنوانات کا اندازہ اس حسب ذیل ترتیب سے ہو سکتا ہے۔ پہلے مقام پیدائش بتایا ہے کچھ ملازمت کا عنوان ہے پھر تحصیل علم ہے اس کے بعد سفر حج کا تذکرہ ہے بعد ازاں نسب بیان کیا ہے پھر برادران و ہمشیرگان ہیں، اولاد ہے، اساتذہ کا ذکر ہے، دلائل الخیرات کی سند لکھی ہے، شیوخ حدیث کو بتایا ہے، تالیفات اور تصانیف گنائی ہیں، اس کے ساتھ ہی بحث و مناظرہ، وعظ ونصیحت، تصوف، تلامذہ، جذبہ قومی اور پھر رویا کا بیان ہے۔ اور اسی پر کتاب ختم ہو گئی، ان مذکورہ بالا عنوانات میں سب سے زیادہ زور دیا اور ان کو نہایت تفصیل سے لکھا ہے، چنانچہ یہ باب 17 صفحہ سے ۲۸ صفحہ تک پھیلا ہوا ہے، گویا کتاب کے نصف حصہ میں مناجات کو لکھا گیا ہے۔
اس تذکرہ میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ جس چیز کو تفصیل سے لکھنا چاہئے تھا اس میں نہایت اختصار کیا ہے اور جن باتوں کو مختصر لکھنا چاہئے تھا اس میں بڑی تفصیل کی ہے۔ اس کی وجہ اختلافِ مذاق اور اختلاف زبان ہے۔ گزشتہ زمانہ میں کشف و کرامات ہی تذکرہ کی جان سمجھی جاتی تھیں لیکن اب اہمیت سیرت اور کردار کو حاصل ہے۔ ہم نے "حیات وحید الزماں" میں اسی امر کا خیال رکھا ہے چنانچہ سیرت کے جتنے پہلو جابجا نظر آئے انھیں ترتیب دے کر قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے اور مولانا کی کی اصل عبارت کا اقتباس بھی جگہ جگہ دیدیا ہے تاکہ مولانا کے الفاظ بھی محفوظ رہیں۔

وحید اللغات:

یہ اردو زبان میں حدیث کی نہایت جامع اور مبسوط لغت ہے جو متوسط تقطیع کی 28 جلدوں پر مشتمل ہے پہلے 1908ء میں مطبع احمدی لاہور

سے اس کی ابتدائی پانچ جلدیں شائع ہوئیں، پھر مؤلف نے نظر ثانی کے بعد 1334ھ میں بنگلور سے چھپوا کر شائع کیں، اس کتاب کی تالیف کتابت اور طباعت کی اجمالی کیفیت یہ ہے۔

1324ھ سے تالیف کا آغاز ہوا اور 1332ھ میں کتابت شروع ہوئی 1334ھ سے طبع ثانی کا آغاز ہے۔ جب مولانا وحید الزماں صحاح ستہ کے ترجمہ اور قرآن مجید کی تفسیر سے فارغ ہوئے تو یہ خیال ہوا۔ کہ اب حدیث کی اردو میں ایک ایسی لغت تیار کی جائے جس سے کم استعداد لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ چنانچہ 1324ھ کے اوائل میں حدیث کی یہ لغت لکھنا شروع کی، جیسا کہ لکھتے ہیں: "اب شروع 1324ھ سے باوجود اس کے کہ میں کمال نقاہت اور ضعف پیری اور امراض مختلفہ میں گرفتار تھا لیکن اس پر بھی اوقات کو خالی گزارنا مشکل معلوم ہوا اور بالہام غیبی یہ حکم ہوا کہ ایک کتاب لغات حدیث میں بزبان اردو مرتب کر اور اس میں جہاںتک ہوسکے فریقین یعنی اہل سنت اور امامیہ کی حدیثیں جمع کرتا کہ حدیث شریف کے تمام طالبین کو شرح کا کام دے اور جس لفظ کے معنی میں ان اشکال پیدا ہو وہ اس کتاب میں دیکھ کر اپنا اشکال رفع کرلیں۔ اس کتاب کا نام "انوار اللغۃ ملقب بہ وحید اللغات" رکھا تھا۔ مولانا نے جب یہ لغت لکھنا شروع کی اس وقت آپ کا بڑھاپا تھا، طرح طرح کے عوارض لاحق ہو گئے تھے اس دوران میں جب بیمار ہوئے تو خدا سے یہی دعا ہے کہ یااللہ اتنی زندگی اور عطا کر کہ یہ کام پورا کرلوں اور اس کی طباعت اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں لیکن اگر وقت آ جائے اور کتاب پایہ تکمیل تک نہ پہنچے تو اہل علم سے استدعا ہے کہ وہ اس کو مکمل کردیں، چنانچہ ایک موقعہ پر لکھتے ہیں:

> "جب سرکار نظام نے مجھ کو خدمت سے علیحدہ کر دیا تو میں نے یہی دعا (اعطانی ربی اثنتین وذوی منی واحدۃ الخ) کی اللہ تعالی نے یہ علیحدگی اس کا باعث کردی کہ میں صحیح بخاری شریعت کے ترجمہ اور شرح میں مشغول ہوا اور اس کے فضل و کرم سے اس کو تمام کو پہنچایا جس کا نام تیسیر الباری ہے اس کے بعد تفسیر موضحۃ الفرقان تمام کرائی اور اس کے بعد تبویب القرآن اب دو کتابیں زیر تالیف ہیں، ہدیۃ المہدی من الفقہ المحمدی اور انوار اللغۃ حق تعالی کے کرم سے امید ہے کہ گو میں ضعیف اور ناتواں ہوں وہ ان دونوں کتابوں کو بھی میری زندگی میں کامل کرادیگا۔ اگر احیاناً حیات مستعار نے وفا نہ کی اور سفر آخرت درپیش آیا تو میری وصیت اہل حدیث بھائیوں کو یہ ہے کہ وہ ان کتابوں کو پورا کردیں وعلی الہ التوکل وبہ الاعتصام"[80]

مگر الحمد اللہ مولانا کی دعا قبول ہوئی موصوف نے ان کو مکمل کیا اور چھپوایا۔ اس امر کا ہمیں قطعی ثبوت نہیں ملتا کہ مولانا نے یہ عظیم الشان کام کتنی مدت میں انجام دیا تاہم بعض ایسے شواہد ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مولانا نے اس کی تکمیل پانچ سال کے عرصہ میں کی ہے جیسا کہ لکھتے ہیں:

> "اس وقت جب میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں رجب کی دوسری تاریخ یوم دوشنبہ 1325ھ ہے اور اب تک حضرت عیسیٰ نہیں اترے نہ ابھی تک شام اور قسطنطنیہ پر نصاری قائم ہوئے ہیں، گو مسلمانوں کی اکثر حکومتیں دوسروں نے چھین

لی ہیں اور استثنا سلطان روم اور شاہ ایران مسلمانوں کا کوئی مختار بادشاہ نہیں رہا ہے"[81]

اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک سال میں چھ پارے نہایت آسانی سے لکھ لیتے تھے لہٰذا 28 پاروں کی تکمیل میں پانچ سال سے زیادہ عرصہ نہیں لگا۔ جب حروت تہجی میں سے کوئی حرف مکمل ہو جاتا یعنی ایک جلد پوری ہو جاتی تو وہ شیخ اور مالک مطبع احمدی لاہور کو چھپنے کے لئے بھیجدی جاتی تھی اس طرح وحید اللغات کی ۲۸ جلدوں کا مسودہ شیخ احمد کے پاس بھیجا جاتا رہا۔ یہ شیخ احمدی وہی ہیں جنھوں نے تیسیر الباری ترجمہ صحیح البخاری کے اس سے قبل پورے تیس پارے ایک ایک پارہ کرکے چھاپے تھے انھوں نے اس عظیم الشان لغت کی طباعت کا بھی وعدہ کیا تھا چنانچہ آپ نے کتاب مذکور کا پورا مسورہ بلا کسی معاوضہ کے طباعت اور اشاعت کے لئے ان کے پاس پہنچادیا تھا مگر وہ ابتدائی پانچ جلدیں چھاپ کر رہ گئے جو جلدیں چھاپیں وہ بھی ناتمام اور پھر ان میں بھی صحت کا التزام نہیں میں نے اس کی افادیت ہی ختم کر دی تھی ۔حب شیخ احمد کسی وجہ سے کتاب کا سلسلہ طباعت قائم نہ رکھ سکے تو مولانا کا تقاضا ہوا۔ انھوں نے مولانا کو اطمینان دلادیا کہ کتاب چھپ جائے گی، مگر معلوم ہوتا ہے کہ طباعت کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا اور مولانا کا پیہم تقاضا ہوتا رہا آخر آٹھ دس برس کے بعد وہ مسودہ مولف کو واپس بھیجا مولانا اس داستان غم کو اس طرح لکھتے ہیں:

> "۱۹۰۷ء میں جس کو تقریبا نو دس سال کا عرصہ ہوتا ہے، میں نے ایک کتاب انوار اللغۃ وجامع لغات احادیث مع احادیث فریقین یعنی امامیہ واہل سنت ہے، بڑی محنت اور جانفشانی سے تالیف کی شیخ احمد صاحب لاہوری مالک مطبع احمدی لاہور نے وہ کتاب طبع کرنے کے لئے مجھ سے منگوائی اور اقرار یہ کیا کہ ہر ماہ میں ایک جلد اس کی چھاپیں گے۔ ساری کتاب بعد (حروف تہجی ۲۸ جلدوں میں تھی۔ لیکن افسوس کہ صاحب موصوف نے اپنے وعدے کو وفا نہ کیا صرف پانچ جلدیں چھاپ کر رہ گئے فقیر تقاضے پر تقاضے کرتا رہا مگر صدائے برنخاست، نو دس سال اسی حیص بیص میں گزر گئے۔ آخر فقیر نے مجبور ہو کر ان کو لکھا کہ اگر آپ حسب وعدہ یہ کتاب نہیں چھاپ سکتے تو میرا مسودہ واپس کر دیجئے تاکہ میں دوسرے کسی مطبع میں چھپوالوں، متعدد تحریرات اور مراسلات اس بارے میں لکھے مگر جواب ندارد، خیر بعد از تقاضائے بیارو تحریرات بیشمار صاحب موصوف نے اصل مسودہ واپس کر دیا اور فقیر نے اس کی باقی جلدوں کو اس وجہ سے کہ حیات مستعار کا اعتبار نہیں بنگلور میں چھپوانا شروع کر دیا۔ پہلی پانچ جلدیں جو صاحب موصوف نے چھاپی تھیں اول تو ناقص دوسرے اغلاط سے مالامال"[82]

ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہوتی ہے، اس تعویق سے دو فائدے خوب ہوئے جو شاید پہلے نہ ہو سکتے تھے (۱) نظر ثانی کا موقعہ ملا، (۲) اضافہ خوب ہوا جس سے اس کی افادیت ہی نہیں بڑھ گئی بلکہ اس میں جامعیت بھی آ گئی۔ چنانچہ مولانا کو جب اصل مسودہ مل گیا تو آپ نے اس پر از سر نو کام شروع کیا جو خامیاں رہ گئی تھیں ان کو دور کیا جہاں اضافہ مناسب سمجھا وہاں اضافہ کیا، یہ اضافہ اتنا ہوا کہ اصل مسودہ سے بھی دگنا ہو گیا جس سے کتاب کی جامعیت اور افادیت اور بڑھ گئی اور اس کا نام انوار اللغت کے بجائے اسرار اللہ الملقب بہ وحید اللغات رکھا چنانچہ پہلے انوار اللغۃ کی جو دوسری جلد چھپی تھی اس میں کتاب المباء کے باب الباء مع الھمزہ میں حسب ذیل آٹھ مادے تھے:

(باء) (باءر) (بوبو) (باس) (بابل) (ربابوس) (رباءۃ) (بالام)[83]

جب نظر ثانی کی ہے تو اس پر گیارہ مادوں کا اور اضافہ کیا جس کی ترتیب درج ذیل ہے:

(رب) (ربائیۃ)(بابا)(بوبو)(بابوس)(بابونج)(باج)(بدروج)(بادرھم)(باذنجان)(بار)(باس) (بابلی)(بابق

س)(باۃ)(بالام)(باو)(باۃ) [84]

اسی طرح انوار اللغۃ میں باب البار مع البار میں صرف دو لفظ ہیں بتان اور بیۃ لیکن وحید اللغات میں تین لفظوں کا اور اضافہ کیا لہٰذا باب البار مع البار میں اب پانچ لفظ ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

(بب) (ببان)(ببر)(ببخا) [85]

یہ صرف مادہ اور الفاظ کے اضافہ کی مثال ہے اسی طرح معنی اور عبارت میں بھی تغیر و تبدل ترمیم اور اضافہ ہوا اور معنی کے نقل کرنے میں بھی اختصار نہیں کیا گیا۔ مثلاً انوار اللغۃ میں لفظ باء کے یہ معنی لکھے تھے۔ ر باءً: حرف جر ہے اور چودہ معنی میں مستعمل ہوتا ہے، جیسے الصادق اور تعدیہ اور ملابست اور استعانت اور ہیبت اور مصاحبت اور ظرفیہ وغیرہ اور من اور عن اور مع کے معنی میں بھی، وحید اللغات میں اس کے معنی اس طرح لکھے ہیں:

ب۔ حروف تہجی کا دوسرا حرف ہے اور اس کا عدد حساب جمل میں دو ہے یہ حرف جر ہے اور چودہ معانی میں مستعمل ہے، الصاق حقیقی اور مجازی جیسے امسکت بزید تعدیہ اور مررت بزید تعدیہ جیسے ذھب اللہ بنورھم، استعانت جیسے کتبت بالقلم، سببیۃ جیسے ظلمہ انفسکم تخاذکم العجل، مصاحت جیسے اذھب بسلام ای مع سلام ظرفیۃ جیسے نصرکم اللہ ببدر (ہدایۃ، مقابلہ، مجاوزۃ، استعلاء، تبیض، قسم، غایۃ، توکیدا و تفصیل کتب نحو میں ملاحظہ فرمائیں۔ اسی طرح انوار اللغۃ میں لفظ بوبو کے معنی یہ مذکور ہیں:

(بوبو) اصل سردار عقلند، آنکھ کی پتلی، بابا الصبی میں نے بچہ سے یوں کہا تجھ پر میرے ماں باپ صدقے بابا الصبی بچے نے بابا کہا ان النبی صل اللہ علیہ وسلم بابا الحسن والحسین آنحضرت ﷺ نے امام حسن اور امام حسین سے فرمایا مجھ پر میرے ماں باپ قربان۔ وحید اللغات میں اس لفظ کی تشریح یوں کی ہے:

(بوبو) اصل سردار ظریف، زیرک عقل، سرمہ دانی کا سر، ٹڈی کا بدن آنکھ کی پتلی، ہر چیز کا درمیانی حصہ، وسط، ہو ابن بجد یبھا و بؤبؤہا، وہ اس کا خوب جاننے والا اور پہچاننے والا ہے۔ (یہ ایک محاورہ ہے) ان النبی صل اللہ علیہ وسلم بابا الحسن والحسین آنحضرت نے امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے فرمایا تم پر میرے ماں باپ صدقے جائیں۔ بابا الرجل آدمی دوڑا۔

(انوار اللغۃ میں باب الباء مع الباء کے اندر صرف دو لفظ بیان اور بیۃ ذکر کئے ہیں اور معنی لکھے ہیں:

بیان۔ طریقہ، روش۔ لولا آن آترک اخر الناس بیانا واحدا ما فتحت علی قریۃ الا قسمتھا، اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ آئندہ مسلمان ہوں گے یک لخت مفلس اور محتاج رہیں گے تو جو ملک فتح ہوتا میں اس کو جاگیر کے طور پر فتح کرنے والوں کو بانٹ دیتا۔ بعضوں نے اس کو بیان یائے تحتانیہ سے پڑھا ہے۔ وحید اللغات میں اس لفظ کو اس طرح بیان کیا ہے:

ببان۔ طریقہ، روش، قسم، ببان (یہ تخفیف سے بھی یہی معنی ہیں) ان عشت فسأجعل الناس ببانا واحد) حضرت عمر نے کہا اگر میں جیا تو عنقریب لوگوں کو ایک طریق و روش پر کردوں گا، (یعنی سب کا معاش اور یا ہوار تنخوا برابر کردوں گا پہلے وہ مہاجرین اور اہل بدر کو زیادہ معاش

دیا کرتے تھے (لولاان اترک اخرالناس ببانا واحد امافتحت علی قریتہ إلا قسمتھا۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ پچھلے لوگ جو آئندہ مسلمان ہوں گے یک لخت مفلس اور محتاج رہیں گے تو جو ملک فتح ہوتا میں اس کو جاگیر کے طور پر فتح کرنے والوں کو بانٹ دیا بعضوں نے اس کو بیان یائے تحتانیہ سے پڑھا ہے) لین عشت إلی قابل لالحق اخر النّاس باولہم حتی یکونوا ببانا، اگر میں آئندہ اور زندہ رہا تو پچھلے لوگوں کو ان کے اگلوں کو ملا دیا یہاں تک کہ وہ بالکل ایک قسم کے ہو جائیں گے۔ یعنی سب کو برابر وظیفہ وغیرہ دینا شروع کر دوں گا۔

اس طرح لفظ ببہ کا حال ہے۔ [86]انوار اللغہ میں لکھتے ہیں: ببۃ، جوان موٹا، ہٹا کٹا، الست ببۃ کیا تو ببۃ نہیں ہے۔ یہ لقب عبداللہ بن حارث بن نوفل ابن حارث بن عبدالمطلب کا ہے جو بصرہ کا والی تھا، ان کی ماں بچپنے میں ان کو نچاتی تھیں اور کہتی تھیں لانکحن ببۃ جاریۃ خدبۃ، میں ببۃ کی شادی ایک موٹی ہٹی کٹی چھوکری سی کرونگی۔ اسی لفظ کی تشریح وحید اللغات میں اس طرح کی ہے:

بب، موٹا لڑکا، ہٹا کٹا اور بچہ کا پہلا بول، نادان، بھاری کم الست ببۃ کیا تو ببۃ نہیں ہے (یہ عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کا لقب ہے یہ بصرے کے والی تھے ان کی ماں ان کو نچاتی تھیں اور کہتی تھیں لانکحن ببۃ جاریۃ خدبۃ میں ببۃ کی شادی ایک موٹی ہٹی کٹی چھوکری سے کروں گی کان یقول إذا إقبل عبد اللہ بن الحارث جاء ببۃ۔جب عبدالد بن حارث سامنے آتے تو ابن عمر فرماتے ببۃ آگیا۔ (بطور لقب)۔

ان مذکورہ بالا امثلہ سے اس امر کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ انوار اللغہ اور وحید اللغات میں کتنا تغیر و تبدل اور کتنا اضافہ اور ترمیم ہوئی ہے۔ ہم نے امثلہ میں اختصار کا خیال رکھا ہے اور لمبی تشریحات میں اضافہ کی یہی نوعیت ہے۔ یہ لغت عربی کی نہایت مستند لغتوں سے مدون کی گئی ہے جیسا کہ آغاز کتاب میں لکھتے ہیں: "اس کی تالیف میں مفصلہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی تھی۔ نہایہ ابن الاثیر، مجمع البحار، قاموس المحیط، صحاح جوہری، محیط المحیط، منتھی الارب، مجمع البحرین، الدر النیثر فی تلخیص النہایہ، الغریبین الفائق، المغرب، شرح النہج العجیب، لسان العرب وغیرہ اور اس کے اٹھائیس پارے بعد حروف تہجی کئے گئے تھے۔

مولانا نے جن لغت کی کتابوں کا نام لیا ہے بلا شبہ ان سب سے فائدہ اٹھایا ہے، لیکن یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ نقل لغت میں کن کتابوں کو مدار قرار دیا ہے اور انتخاب الفاظ میں کن اصول کو برتا ہے اور کس طرح برتا ہے تاکہ کسی لفظ کے شبہ کی صورت میں اصل کی طرف مراجعت کر لی جائے خلجان اور شبہ جاتا رہے۔

مولانا نے جن لغت کی کتابوں کا نام عام الفاظ محیط المحیط سے نقل کئے ہیں حدیث کی لغت کی تشریح مجمع بحار الانوار مولفہ محمد بن طاہر فتنی، نہایہ ابن الاثیر اور اس کی تلخیص، الدر النشر کی گئی ہے وہ بے کم وکاست آپ نے اس لغت میں سمودی ہے۔ الفائق زمخشری کا بیشتر حصہ اردو میں منتقل کر دیا ہے چونکہ ان ائمہ لغت نے حدیث امامیہ کی لغت کے نقل کرنے کا التزام نہیں کیا ہے اس لئے فرقہ امامیہ کی حدیث کی لغات انہی کی کتابوں سے نقل کی ہے اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ فائدہ مجمع البحرین و مطلع النیرین مولفہ فخر الدین الطویحی النجفی سے اٹھایا ہے۔ مولانا نے نقل لغت اور اس کی تشریح میں چند امور کا ہر جگہ لحاظ رکھا ہے:

(۱) ایک لفظ کے جتنے معنی ان ائمہ لغت نے نقل کئے ہیں وہ سب لکھتے ہیں۔

(۲) حدیث میں جہاں وہ لفظ آیا ہے اس فقرے کو نقل کرتے ہیں، اس کا ترجمہ کرتے ہیں اس کے مفہوم و مطلب کو بیان کرتے

ہیں۔

(3) الفاظ کی صرفی تعلیل بھی بتاتے ہیں۔

(4) کہیں کہیں حدیث کی تاویل اور توجیہہ بھی لکھتے ہیں۔

(۵) اختلافی مسائل میں ائمہ اربعہ کے مذاہب بھی ذکر کرتے ہیں۔

(6) اہل لغت کے فروگزاشت اور تسامح کو جابجا بیان کرتے ہیں ان کی لغزشوں پر تنبیہ کرتے ہیں جیسا کہ مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"صاحب مجمع سے بہت اور صاحب نہایہ سے کم مسامحات ہوئے ہیں یعنی جس لغت کو اس کے صحیح باب میں بیان کرنا تھا وہاں بیان نہ کرے دوسرے باب میں بیان کر دیا ہے، شاید ناظرین کی آسانی کے خیال سے انھوں نے ایسا کیا ہے، اللہ تعالی ان دونوں صاحبوں کو اجر عظیم دے، انھوں نے فراہمی لغات میں بڑی محنت اٹھائی ہے، میں نے اس کتاب میں باتباع ہر مردو صاحبان مذکورین کے ہر لغت اسی باب میں سیان کر دیا ہے جس میں انھوں نے بیان کیا ہے مگر اکثر مقامات میں اس کے ساتھ ہی یہ اشارہ کر دیا ہے کہ لغت فلاں باب میں بیان کرنا تھا"[87]

جیسے صاحب مجمع بحارالانوار نے ابراد کو باب الھمزۃ مع الباءِ میں لکھا ہے حالانکہ یہ اپنے مادہ برد معینی باب الباءِ مع الراءِ میں بیان ہونا چاہئے تھا، اسی طرح اُبلمۃ کو مادہ "بلم" کے تحت ذکر کرنا چاہے تھا، آجناد کو "جند" ہمیں آنا چاہئے تھا، ایسے ہی احابیش کو حبش کے مادہ اور اربع کو ربع کے مادہ میں جانا چاہئے تھا۔ اسی طرح ارذل کو رذل میں ارجوان کو "رجن" اور ارجوحۃ کو رجح کے تحت مذکور ہونا چاہئے تھا۔ مگر ان سب کو باب الالف میں بیان کیا گیا، یہی وہ تسامح اور فروگذاشت ہیں جن کی طرف مولانا نے اور اشارہ کیا ہے۔

مولانا کا یہ خیال کہ اس قسم کی فروگذاشتیں صاحب مجمع البحار سے زیادہ اور صاحب نہایہ سے کمتر ہوئی ہیں، ایسا نہیں ہے بلا شبہ محمد بن طاہر فتنی نے بہت سے الفاظ کو ان کے اصلی مقام کے علاوہ دوسری جگہ بھی بیان کیا ہے اور مقدمہ میں اس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی مگر اس امر کی تصریح کی ہے کہ ہم نے اس کتاب میں نہایہ کا تتبع کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ صاحب نہایہ کی تقلید کا نتیجہ ہے۔ رہا یہ سوال کہ علامہ ابن الاثیر نے ایسا کیوں کیا؟ ابن الاثیر نے جہاں یہ بے قاعدگی کی ہے وہاں اس کی وجہ بتائی ہے اور اس لفظ کے غیر مقام پر بیان کرنے سے جو شبہ قاری کو پیدا ہو سکتا تھا اس کا بھی ازالہ کیا ہے۔

امام ابن الاثیر نے محض طالب کی سہولت کی غرض سے ایسا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس لفظ کو دوبارہ اس کے مادہ میں بھی ذکر کیا ہے، ایک جگہ نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا۔ اگر ایسے الفاظ کو ان کے بارے میں بیان نہیں کیا جاتا یا مادہ میں اس لفظ کی طرف اشارہ نہ کیا جاتا کہ یہ لفظ ما سبق میں گزر چکا ہے جیسا کہ محمد طاہر فتنی نے کیا ہے تو بجا طور پر تسامح قرار دیا جا سکتا تھا۔ جہاں مولانا اہل لغت کی لغزش پر تنبیہ کرتے ہیں۔ وہاں حقیقت میں مولانا کی اپنی غلطی ہوتی ہے چنانچہ جہاں بھی ایسا کیا ہے ٹھوکر کھائی ہے مثلاً لفظ "اطوم" پر لکھتے ہیں:

"اطوم" کچھوا یا وہ مچھلی جس کی کھال سخت اور موٹی ہو (اور صاحب نہایہ نے جو "اطوم" کے معنی زرافہ لکھے ہیں اور صاحب

مجمع نے ان کی تقلید کی ہے یہ وہم ہے۔زرافہ تو ایک جنگلی جانور ہے جو افریقہ میں بہت ہوتا ہے) وجلدها من أطوم لا يويسه ،اس کی کھال اطوم کی ہر اس پر اثر نہیں کرتا"88

اطوم کے معنی زرافہ کے ابن الاثیر سے تمام اہل لغت نے نقل کئے ہیں اور کسی نے اس معنی پر کلام نہیں کیا۔پھر اس کی صحت میں شبہ کیا جاسکتا ہے۔ابن منظور الافریقی "لسان العرب" میں لکھتے ہیں:

"وقصيدة كعب بن زهيريمدح سيدنارسول الله صلى الله عليه وسلم، وجلدها من اطوم لايوپسه قال ابن الاثيرالاطوم الزرافة يصف جلدهابالقوة والملامسة۔ لايوسة لايوثرفيه"89

لہٰذا اس کے معنی بھی اہل لغت سے ثابت ہیں۔البتہ ائمہ لغت کا نقل لغت میں جو اختلاف ہوتا ہے اس کو آپ نظر انداز کر دیتے ہیں اور ہمیشہ نہایت صاف اور نکھری ہوئی بات پیش کرتے ہیں۔اسی طرح موصوف نے ان باتوں کے نقل کرنے سے بھی گریز کیا ہے جن کو اہل لغت نے کسی معنی کے ثبوت میں بطور شواہد نقل کیا ہے یا کسی معنی کے ثبوت میں متعدد مثالیں بیان کی ہیں کیونکہ ان باتوں کا نقل کرنا اس کی افادیت کو محدود کرنا تھا۔مولانا نے لغت کے عام الفاظ کے انتخاب میں محیط المحیط کو پیش نظر رکھا ہے اس لئے کہ یہ لغت کی مستند اور اہم کتابوں کا حسن انتخاب ہے۔اس میں نہ اختصار وایجاز ہے نہ بیجا تطویل واطناب، بلکہ اس کے مولف نے اعتدال کو کہیں اس میں ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے۔اس کی ترتیب بھی مادہ پر حروف تہجی کے اعتبار سے رکھی ہے اور آخر حروف پر نہیں ہے جیسی کہ صحاح اور قاموس وغیرہ کی ہے محیط المحیط کو بھی سر گرمن وعن نقل نہیں کرتے بلکہ نہایت خوش اسلوبی سے اس کی تلخیص کر لیتے ہیں اس کا اندازہ مندرجہ ذیل امثلہ سے ہو سکتا ہے۔پہلے کالم میں محیط المحیط کی عبارت ہے۔مولانا نے یہ کتاب اگرچہ متوسط لوگوں کے لئے لکھی ہے اور اسی لئے اس زمانہ میں جب اعراب کے لگانے کا ہندوستان میں رواج نہ تھا اس پر اعراب بھی دیئے لیکن یہ کتاب اپنی افادیت میں مبتدی اور منتہی دونوں کے لئے یکساں مفید ہے اور مترجموں کے واسطے اس کی افادیت میں تو کوئی کلام نہیں، ترجمہ عالمانہ اور بامحاورہ اردو میں ہوتا ہے جس سے عربی لفظ کا اردو مترادف نہایت آسانی سے مل جاتا ہے جو ترجمہ کرنے والوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہوتا پھر الفاظ کی صرفی تعیلات اس پر مستزاد اور حدیث کی شرح نور علی نور۔ مولانا وحیدالزماں کو چونکہ اس لغت پر نظر ثانی کا موقعہ ملا اس لئے اکثر مقامات پر بامحاورہ اردو میں نہایت عمدہ اور شاندار ترجمہ کیا ہے مثلاًمن كل اين اثنتين کا ترجمہ کیا ہے ہر جنگلی جانور میں سے ایک ایک جوڑا، حالانکہ اس کا ترجمہ یوں بھی درست تھا، ہر جنگلی جانور سے ایک جوڑا لیکن لفظ ایک ایک کی تکرار نے جو بات پیدا کی ہے اس نے جملہ میں ایک نئی شان پیدا کر دی ہے یہی مولانا کے ترجمہ کا کمال ہے. اسی طرح کقدالابلمة کا ترجمہ کیا ہے جیسے گوگل کے پوست کا چراؤ،اب گوگل کے پوست کا چراؤکقدالابلمة کا ایسا عمدہ ترجمہ ہے کہ داد نہیں دی جاسکتی۔اور ملاحظہ ہو:ابني لاترمواالجتة حتى تطلع الشمس کا ترجمہ کیا ہے میرے چھوٹے بیٹو! کنکریاں سورج نکلے تک نہ مارو اور بھی نہایت بہت اور عمدہ ترجمہ ہے۔اسی طرح ان دو بولوں کا ترجمہ کیا ہے الله ابوک ولی تیرا باپ خالص اللہ والا تھا۔جب ہی تو اس نے تیر اسا بیٹا جنا۔اس سے زیادہ رواں اور آسان ترجمہ کرنا مشکل ہے،ایسا ہی ترجمہ پھر کرتے ہو حدیث کا ٹکڑا ہےمن سر ان يبسط الله فى رزقه وتنسافى اثر فليصل رحمه رجس کو یہ بھول لگے کہ الل اس کی روزی کشادہ کرے اور اس کی عمر دراز کرے تو وہ اپنا ناطہ جوڑے۔اصل میں اثر کہتے ہیں پاؤں کے نشان کو جو چلنے میں زمین پر پڑتا ہے، جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے پاؤں کا نشان نہیں رہتا اس لئے عمر بھی اثر کہنے لگے۔ترجمہ میں اپنی نظیر آپ ہے۔ مولانا نے یہ لغت لکھ کر اردو دان طبقہ کو فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ علم کی دشواریوں سے بچالیا جو جامعیت اس میں پیدا کر

دی گئی ہے وہ تنہا حدیث کی ایک دو لغتوں میں نہیں پائی جاتی اور شخص کے لیے ہی آج بھی کچھ آسان نہیں کہ وہ اس موضوع پر مستند کتابیں جمع کر سکے لیکن تنہا یہ کتاب اس کی ضروریات کی پوری کفیل ہو سکتی ہے، اس لحاظ سے موصوف کا یہ اردو زبان میں نہایت عظیم الشان کارنامہ ہے۔

مولانا اصلی مذاق اگرچہ لغت کا نہیں ہے لیکن جس طرح اس کام کو سرانجام دیا ہے وہ ہندوستان لغت نویسوں سے کسی طرح کم نہیں ہے، ہندوستان اور پاکستان کی سرزمین پر ہر دور میں اہل لغت اور ادیب پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں بعض ایسے بھی ہوئے جو دین کا بڑا درد رکھتے تھے اور ان کا لغت کا مذاق بھی نہایت پاکیزہ اور بہت اعلیٰ تھا، فن لغت میں ان کی وجہ وحید اور بصیرت بھی مسلم تھی کلام عرب پر ان کو عبور بھی حاصل تھا، ان کے لئے سہولتیں بھی زیادہ تھیں کیونکہ لغت کی نہایت قدیم کتابیں جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں وہ چھپ کر عام ہو گئی ہیں، اگر چاہے تو اس موضوع پر ایسا کام کر گزرتے کہ آئندہ نسلیں ان کو رہتی دنیا تک یاد کرتیں مگر نہیں، اللہ تعالی نے یہ کام مولانا وحید الزماں ہی کے واسطے مقدر کیا تھا انھوں نے کیا اور جتنا کر سکتے تھے اتنا کیا اور خوب کیا کاش مولانا مفردات غریب القرآن مؤلف امام راغب اصفہانی اور اضافہ کر دیتے تو اس کتاب کی افادیت اور بڑھ جاتی اور یہ کتاب حدیث کی لغات کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی تمام لغات پر بھی حاوی ہوتی اور اس طرح مولانا کے ہاتھوں امام راغب کی معرکہ آرا کتاب مفردات لغت القرآن بھی اردو میں منتقل ہو جاتی جس کی آج بھی ضرورت باقی ہے۔

مولانا وحید الزماں کا اصلی مذاق لغت کا نہ تھا یہی وجہ ہے کہ کہیں کہیں غیر متعلق باتیں بھی آ گئی ہیں جنھوں نے کتاب کو کشکول بنا دیا ہے، ان دور از کار باتوں کا تعلق آپ کے مشاہدات اور آراء سے تو ہو سکتا تھا مگر ان کو لغت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی علاقہ نہ تھا لہٰذا جدید ایڈیشن میں کتاب الضاد سی پہلے کے اجزاء میں خال خال اور کتاب الضاد اور اس بعد کے اجزاء سے التزام کے ساتھ ایسی باتوں کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ ان غیر ضروری باتوں کو کتاب میں رہنے دینے سے کتاب کی افادیت میں تو بالکل اضافہ نہیں ہوتا البتہ ضخامت اور حجم ضرور بڑھ جاتا، چنانچہ ناظرین کتاب الصاد سے اگلی جلدوں میں اس کے اندر لغت اور حدیث کی تشریح کے سوا غیر متعلق اور دور از کار باتیں نہ پائیں گے۔

مولانا نے اس لغت کی کتابت خود کی ہے اس نے اس میں صحت کا بڑا اہتمام اور التزام ہے مگر نظر ثانی چونکہ نہ ہو سکی اس لئے کہیں کہیں فروگزاشتیں موجود ہیں مثلاً ایک ہی لفظ کو کر نقل کر دیا ہے جیسے لفظ بابوس کو بوبوس کے بعد بھی ذکر کیا ہے اور بابلی کے بعد بھی کہیں کہیں نقل لغت میں بھی کوئی حرف قلم سے رہ گیا ہے چنانچہ باباالرجل آدمی دوڑا، حالانکہ تبا باالرجل کے معنی میں آدمی دوڑا، باباالرجل، اس کے معنی میں آدمی نے، بابا پکارا۔

مولانا وحید الزمانؒ نے جب شیخ احمد مالک مطبع احمدی لاہور سے اس کا مسودہ منگالیا تو حیدرآباد کن ہی میں نظر ثانی شروع کی پھر مختلف تاجروں اور اہل خیر حضرات کو اس کی طباعت اور اشاعت کی ترغیب دی، لوگوں نے وعدہ بھی کیا لیکن موقعہ پر کترا گئے جس کا مولانا کو افسوس ہوا چنانچہ لکھتے ہیں: "مجھ کو بنگلور میں منجملہ تاجرین دو شخص ایسے ملے جن کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے ایک ایک پیسے پر جان دیتے ہیں اور

اپنے عہد اور اقرار کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے جب ان سے کہا جاتا ہے ارے بھائی کچھ اللہ اور رسول کا خیال رکھو۔ یہ حدیث کی کتاب چھپ رہی ہے اگر تم کو اس کی اعانت خفیف سا نقصان بھی ہو تو اس کی کچھ پرواہ نہ کر سمجھ لو کہ آخرت کا توشہ ہمارے ہاتھ آیا، بھلا جب نقصان کبھی نہ ہو بلکہ دگنا تگنا نفع ہو یا نفع ہو یہ نقصان تو کونسا مسلمان ایسا ہے جو دل سے سچا مسلمان ہو کہ دہ کار ثواب کی مدد و اعانت کرے مگر ان دو شخصوں کا دل ہر گزنہ پسیجا اور وہ اپنے قول و قرار سے منحرف ہو گئے، خیر اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا کرے اور نیکی کی توفیق دے۔

آخر جب کوئی صورت نہ بنی تو عالم پیری میں جب کہ طرح طرح کے عوارض لاحق ہو چکے تھے ضعف بھی بلا کا تھا آپ نے ہر کام کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا اور اس کی طباعت اور اشاعت کا عزم مصمم کر لیا۔ باوجود یکہ جنگ کا زمانہ تھا کاغذ ملتا نہ تھا اور ملتا بھی تھا تو نہایت گراں، اس کے باوجود آپ نے خریدا حالانکہ عزیزوں نے منع بھی کیا مگر آپ نہ مانے کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہ تھا کاپیاں بھی خود لکھیں اور طباعت کا کام بھی نہایت تیزی سے کرایا، چنانچہ فرماتے ہیں: "اس کتاب انوار اللغہ کے طبع میں جو جلدی میں نے کی باوجود یکہ کاغذ بوجہ جنگ عظیم یورپ کے بہت گراں ہو گیا تھا اور میں ضعف و ناتوانی اور بیماری میں مبتلا تھا اس پر میرے عزیزوں نے مجھ پر سلامت کی مگر میں نے کسی کی بات سنی او تگنی چوگنی قیمت پر کاغذ خریدا اپنی صحت کا کچھ خیال نہ کیا صبح سے شام تک کاپی لکھنے میں گزارا۔ یہ سب محنت شاقہ اس لئے اٹھائی کہ حدیث کی اشاعت سے بہتر اور کار خیر اس زمانہ میں کچھ نہیں ہے اور مجھ کو یہ ڈر ہوا کہ میں عمر کے آخری حصہ پر پہنچ گیا ہوں ایسا نہ ہو کہ سفر آخرت در پیش ہو جائے اور اس کتاب کا طبع رہ جائے پھر کون طبع کرنے والا ہے صرف ایک اصل مسودہ وہ تلف ہو گیا تو میری دس بارہ سال کی محنت برباد ہو جائے گی مجھ کو مال وزر سے خوشی ہوتی ہے نہ اسباب سے نہ جائداد سے جتنی خوشی کے امور ہیں وہ سب مجھ کو ناخوش ہیں، صرف دینی کتاب کی اشاعت کی خوشی میں یہی ایک خوشی میری رہ گئی ہو اثنائے طبع میں کئی بار ایسا سخت بیمار ہوا کہ امید حیات نہ رہی اس وقت نہ مال و متاع کا خیال آیا، نہ اولاد کا نہ وطن کا، بس یہی افسوس کرتا رہا کہ ہائے انوار اللغہ میری زندگی میں پوری نہ چھپی اور حق تعالیٰ سے گڑ گڑا کر یہی دعا کی، بارے خدایا تو نے اتنی مدت طویل تک، چلایا اب چند ماہ اور چلادے کہ اس کتاب کی طبع مکمل ہو جائے، امید ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری یہ دعا قبول فرمائے گا اور میں مکمل مطبوعہ انوار اللغہ اپنی حیات میں دیکھ لوں گا۔ مولانا نے جب یہ لغت چھپوانی شروع کی تو اس وقت بھی بعض لوگوں کو ان کا وعدہ یاد دلایا اس پر کسی مخلص دوست نے آپ کو لکھا کہ جس کو آپ نے لکھا ہے وہ آپ کی معاونت نہیں کریگا۔ اس کا جواب جو آپ نے ان کو لکھا اس سے آپ کے توکل علی اللہ کی شان کا اظہار ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

> "جب اس کتاب کا چھپنا شروع ہوا تو میں نے ایک دنیا دار کو یہ لکھا کہ اگر تم سے کچھ اعانت ہو سکے تو کرو، یہ حال سن کر ایک صاحب نے مجھ کو لکھا کہ وہ دنیا دار تم سے صاف نہیں ہیں وہ ہر گز اعانت نہ کریں گے، میں نے ان کو جواب دیا، کیا خوب اگر وہ کچھ اعانت نہ کریں، میرا بھروسہ اللہ پر ہے نہ کہ زید اور عمر کی اعانت پر آخر اللہ تعالیٰ نے بلا منت غیر اپنے خزانہ غیب سے اس کتاب کا مصرف طباعت پورا کر دیا۔ والحمد للہ حمداً کثیراً"[90]

مولانا وحید الزماں نے اس کتاب کی کاپیاں بڑے شغف اور محنت سے لکھیں ہر روز بلا ناغہ صبح سے عصر تک وحید اللغات کی کاپیاں لکھتے تھے حالانکہ بڑھاپا تھا اور خوراک بھی کچھ نہ تھی حقیقت یہ ہے اذا اراد اللہ شیئاً ہیأ اسبابہ جب خدا کو کوئی کام کرانا منظور ہوتا ہے تو وہ اس کے ویسے ہی اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے۔ اللہ جل شانہ کو اس کتاب کی طباعت اور اشاعت منظور تھی اس عالم پیری میں بھی شباب کا سازور اور قوت بخشی مولانا نے جوانی کے ایام میں ہی کبھی اس طرح تندہی سے کام نہیں کیا جس طرح اس کتاب کے لئے کیا جیسا کہ خود لکھتے ہیں: "میری

عمر اب ستر کے قریب ہے لیکن اس تعالی کے فضل و کرم سے اور جسم کی قوت مثل ایام جوانی کے ہے اور ابھی تک کئی میل چل سکتا ہوں اور سب سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ صبح کے چھ بجے سے شام کے پانچ بجے تک برابر لکھتا رہتا ہوں وہ بھی روزانہ بلا ناغہ یہاں تک کہ یوم العید بھی اپنا شغل ناغہ نہیں کرتا اور بڑے بڑے قوی اور مضبوط جوان چھ گھنٹے پیہم کتابت کرنے سے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ میں گیارہ گھنٹے برابر لکھتا رہتا ہوں۔ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء باوجودیکہ غذا میری ہے روپیہ بھر چاول اور ایک پیسہ بھر آٹا اور سادہ شوربا اور کسی قدر دودھ جو آدھ پاؤ سے زیادہ نہیں۔

وظیفہ نبی یہ اَورادِ وحیدی:

یہ سالہ متوسط تقطیع کے صفحات پر مشتمل ہے1928ء میں حیدر آباد دکن سے تذکرۃالوحید کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ یہ رسالہ ہماری نظر سے نہیں گزرا مگر معارف (۱۹۲۵: جلد ۲ شمارہ ۵) میں اس پر تبصرہ ہوا۔ جو ہدیہ ناظرین ہے:

> "یہ رسالہ متقدمین و متاخرین کے تمام وظائف کو سامنے رکھ کر ان میں ضروری اصلاح و ترمیم اور ضروریات زمانہ اور وقت کو پیش نظر رکھ کر مرتب ہوا ہے جو کل سات احزاب یا وظائف پر مشتمل ہے، جو ہفتہ کے ہر ایک دن کے لئے جدا جدا ہیں" [91]

تصحیح کنزالعمال:

ان تالیفات کے علاوہ مولانا وحیدالدین نے بعض نہایت اہم کتابوں کی تصحیح کا کام بھی کیا ہے جو کسی طرح نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہندوستان کے نامور محدث شیخ علاء الدین علی المتقی (المتوفی ۹۷۵ھ) کی مشہور تالیف کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال کو جب 1310ھ میں دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن نے طبع کرانا چاہا تو اس کتاب کی تصحیح کے لئے ارباب حل وعقد کی نظر انتخاب جی پر پڑی وہ مولانا وحیدالزماں کی ذات تھی، چنانچہ یہ اہم کام موصوف ہی کے سپرد کیا گیا، جس کا اظہار ہر جلد کے خاتمہ پر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مولانا نے چھوٹی بڑی کل کتابیں تو سَو کے قریب تصنیف و تالیف کی تھیں جن میں سے اکثر و بیشتر زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ ان میں سے اہم اہم کتابوں پر تیرہ گزر چکا۔ ان کے علاوہ جو کتابیں ہمیں باجود تلاش کے دستیاب نہ ہو سکیں، ان کے نام درج ذیل ہیں:

1. نزل الابرار من فقہ النبی المختار
2. راہ نجات اردو
3. رپورٹ لوکل فنڈ و تاریخ مالک محروسہ سرکار نظام حیدرآباد متعلقہ لوکل فنڈ
4. تقریر دلپذیر ہندو مسلمان
5. مجموعہ قوانین مالی سرکار نظام

6. مضامین سبعہ مندرجہ رسالہ نسواں [92]

بقیہ تالیفات معلوم ہوتا ہے اہل مطابع کے پاس رہ گئیں اور طبع نہ ہو سکیں۔

شمائل ترمذی مترجم

1. اردو رخصائل نبوی از مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث
2. نبوی لیل ونہار از مولانا سعد صاحب یوسفی [93]

اس کتاب میں امام ترمذی کی کتاب الشمائل کی تمام احادیث بااعراب مع ترجمہ وشرح اردو درج ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی شکل وصورت آپ کی سیرت وعادات رات دن کے معمولات لباس طعام غرض ہر چیز کی کیفیت صحیح مستند طریقے سے مذکور ہے ایک مسلمان کے لئے اس سے زیادہ سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ رسول خدا ﷺ کا ذکر مبارک اس کا ورد زبان و حرز جان ہو، آپ کی شکل وشمائل آپ کے عادات وخصائل آپ کی رفتار وگفتار کا نقشہ اس کے دل میں رہے، اور اس کی آنکھوں میں پھرے۔ انسان وہی ہے جس کو آپ کو معرفت و محبت سے کچھ حصہ ملا ہو کمال و صحیح معاشرت یہی ہے۔ باقی سراسر نقصان ہے ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

خلاصہ کلام:

مولانا وحید الزمان نے رسول اللہ ﷺ سے اظہارِ محبت کرتے ہوئے علم حدیث کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ صحاح ستہ و موطاً کے وہ تراجم جو گذشتہ سو سال سے تاحال ہر دینی و علمی لائبریری کی زینت بنے ہوئے ہیں، مولانا وحید الزمان نے مرتب کئے۔ آج تک ہونے والے دیگر تراجم میں انہی سے بکثرت استفادہ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے 'موضحۃ الفرقان مع تفسیر وحیدی' کے نام سے قرآن مجید کا اُردو ترجمہ مع مختصر تفسیر بھی تالیف کی۔ علاوہ ازیں فقہ کی بعض ضخیم کتابوں کے ترجمے بھی آپ نے کئے۔ مثلاً طالبِ علمی کے دور میں شرح الوقایہ پڑھنے کے دوران اس کا مکمل ترجمہ بھی کر دیا۔ عربی سے اُردو ترجمہ کرنے میں آپ کو خداداد ملکہ حاصل ہو چکا تھا۔ آپ محض اُردو تراجم کے ماہر ہی نہ تھے بلکہ عربی میں گہری مہارت بھی رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا نے بعض عربی کتابوں کی تصحیح وتہذیب میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ مولانا کو دینی کتب تصنیف وتالیف، تراجم اور تصحیح وتہذیب کا جتنا شوق تھا، اس سے کہیں زیادہ کتابوں کو طبع کرانے اور پھر مفت تقسیم کرانے کا شوق تھا۔ حتیٰ کہ اپنی بے شمار کتابوں کے حقوق بھی محفوظ نہ کروائے۔ مولانا نے چھوٹی ہی عمر میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کر دیا، آپ نے حجاز کے کبار علما سے بھی دینی علوم حاصل کئے۔ مولانا کے مسلک و عقیدہ کے حوالہ سے لوگوں میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے، بعض لوگ آپ کو حنفی ومقلد اور بعض اہلحدیث قرار دیتے ہیں جبکہ بعض نے آپ کے شیعہ ہونے کا بھی گمان ظاہر کیا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ پہلے حنفی المذہب تھے پھر احادیث کے تراجم کے دوران آپ مسلکاً اہلحدیث ہو گئے۔ آپ کی مختلف کتابیں اور تراجم دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کتاب میں تو وہ تقلید کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور کہیں دوسری کتاب میں اس سے زیادہ شدت سے تقلید کی تردید کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض اقتباسات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا شیعہ فکر سے متاثر ہیں جبکہ اکثر وبیشتر مقامات پر آپ شیعہ مکتبہ فکر کے دلائل کی تردید وابطال کرتے بھی دکھائی دیتے ہیں، اسی طرح کہیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ حنبلی ہیں یا اہلحدیث ہیں۔ جبکہ آپ بعض اقوال میں کتاب وسنت کی حدود میں آزادئ فکر کے حامل نظر آتے ہیں۔ مولانا وحید الزماں کی تصنیفات بلاشبہ ایک

قیمتی سرمایہ ہیں۔

تجاویز وسفارشات:

اس مقالہ کے لئے درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

1. مولانا وحید الزمان کی وہ تصنیفات جو آج نایاب ہوتی جارہی ہیں انہیں تلاش کرکے دوبارہ شائع کیا جائے۔
2. ان کے مسلکی اختلافات سے ہٹ کر انکی تصنیفات کے نمایاں پہلوؤں کو عام کیا جائے۔
3. مولانا اپنی تصنیفات کے اعتبار سے اپنا ایک منہج رکھتے تھے جس میں کسی ایک کی تقلید وتردید شامل نہ تھی، انہیں انکی شخصیات کے اعتبار سے سمجھا جائے، ناکہ کسی مخصوص مسلک کے تناظر میں۔
4. حدیث پر صحاح ستہ کے اردو تراجم کے اعتبار سے ان کے اہم کارنامے کو سراہا جائے اور اس سے استفادہ کی ترغیب دی جائے۔
5. مولانا وحید الزماں ایک بے باک اور نڈر شخصیت تھے، کم عمری میں تصنیفات کے حوالہ سے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے نوجوان نسل کے لئے انکی شخصیت کو بطور مثال پیش کیا جائے۔
6. مولانا وحید الزمان کی تصنیفات وتالیفات کو صرف مسلکی اعتبار سے نہ جانچا جائے بلکہ ان میں پائے جانے والے خاص علوم پر توجہ دی جائے۔



---

[1] وحید الزمان، مولانا، تذکرۃ الوحید، مطبع عثمان شاہی، حیدرآباد دکن، 1919ء، ص5

[2] وحید الزمان، مولانا، تذکرۃ الوحید، مطبع عثمان شاہی، حیدرآباد دکن، ص6

[3] لکھنوی، آغا مرزا محمد حسن، لائف سی سالہ، مطبع کرتان، حیدرآباد دکن، 1298ھ، ص9

[4] لکھنوی، آغا مرزا محمد حسن، لائف سی سالہ، ص9

[5] لکھنوی، آغا مرزا محمد حسن، لائف سی سالہ، ص9

[6]ایضاً، ص9
[7]وحید الزمان، مولانا، نور الہدایہ ترجمہ شرح الوقایہ، مطبع نظامی، کانپور، 1284ھ، ص248
[8]تطییب الاخوان بذکر علمائے الزماں، ملقب بہ تذکرہ علمائے حال مطبع نولکشور لکھنو1890ء، ص96
[9]علوی، محمد علی حیدر، تذکرہ مشاہیر کاکوری، اصح المطابع، لکھنؤ، 1927ء ص289
[10]خان، نواب صدیق حسن، ابجد العلوم، مطبع بھوپال، 1296ھ، ج3، ص918
[11]ایضاً، ص69
[12]شیر وانی، نواب حبیب الرحمن خاں، استاذ العلماء، طبع معارف، اعظم گڑھ، 1428ھ، ص27
[13]نوشہروی، ابو یحییٰ امام خان، تراجم علمائے حدیث ہند، طبع دہلی، ج1ص319
[14]صدیقی، محمد شمس الدین، تاریخ شمسیہ، شمس الاسلام، حیدر آباد دکن، 1341ھ، ص312
[15]فرنگی محلی، عبدالحہ، روضۃ النعیم فی خوارق مولانا عبدالحلیم، مطبع مینائی، لکھنؤ، 1305ھ، ص48تا124
[16]خان، نواب صدیق حسن، سلسلۃ العسجد فی ذکر مشائخ السند، مطبع شاہجانی بھوپال1393ھ ص35
[17]وحید الزمان، مولانا، تذکرۃ الوحید، ص15
[18]عبدالحلیم چشتی، ڈاکٹر، حیات وحید الزماں، ص45
[19]لکھنوی، آغا مرزا محمد حسن، لائف سی سالہ، 12-57
[20]عبدالحلیم چشتی، ڈاکٹر، حیات وحید الزماں، ص125
[21]وحید الزمان، مولانا، نور الہدایہ ترجمہ شرح الوقایہ، مطبع نظامی کانپور1315ھ، ج1ص247
[22]ایضاً
[23]وحید الزمان، مولانا نور الہدایہ ترجمہ شرح الوقایہ، ج2، ص211
[24]ایضاً، ص310
[25]وحید الزمان، مولانا، احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد، مطبع علوی1284ھ، اعظم گڑھ، ص8
[26]ایضاً، ص31
[27]ایضاً، ص43
[28]وحید الزمان، مولانا، احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد، ص8
[29]ایضاًص14
[30]وحید الزماں، اشراق الابصار، ص3
[31]ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی، الجامع السنن، کتاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ،بَابٌ مِنْ سُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، دار الفکر، بیروت، 2005ء، رقم الحدیث:3148
[32]وحید الزمان، مولانا، تشریح الحج وزیارہ، ص3،2
[33]ایضاً، ص34

[34] وحید الزمان، مولانا، الحاشیۃ الوحید علی الحاشیہ الزاہدیۃ، مطبع علوی لکھنو، 1879ء، ص11

[35] وحید الزمان، مولانا، الحاشیۃ الوحید علی الحاشیہ الزاہدیۃ، ص145

[36] عبد الحلیم چشتی، ڈاکٹر، حیات وحید الزماں، ص67

[37] وحید الزمان، مولانا، عقیدہ اہلسنت، مطبع بحر الاسلام بنگلور، 1300ھ، ص12

[38] وحید الزمان، مولانا، موضحۃ الفرقان مع تفسیر وحیدی، مطبعۃ القرآن والسنہ امرتسر، 1323ھ، ص23

[39] ایضاً، ص160

[40] وحید الزمان، مولانا، موضحۃ الفرقان مع تفسیر وحیدی، گیلانی پریس، لاہور، 1933ء، ص4

[41] وحید الزمان، مولانا، تبویب القرآن لضبط مضامین الفرقان مع حواشی تفسیر وحیدی، مطبع احمدی، لاہور، 1933ء، ص21

[42] ایضاً، ص8

[43] وحید الزمان، مولانا، مقدمۃ لغات الحدیث، مطبوعہ اصح المطابع، کراچی، ص4

[44] وحید الزمان، مولانا، وحید اللغات، مادہ: رحی، ج2، ص45

[45] وحید الزمان، مولانا، کنز الحقائق فی فقہ خیر الخلائق، مطبع احمدی، لاہور، 1330ء، ص32

[46] وحید الزمان، مولانا، احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد، ص8

[47] ایضاً، ص14

[48] وحید الزمان، مولانا، الہدیۃ الملقب بہ اصلاح الہدایہ و تصحیح الردایۃ، مطبع شوکت الاسلام بنگلور، 1332ھ، ص12

[49] ندوی، محمد رابع حسنی، تذکرۃ الوحید، معارف (ماہنامہ)، اعظم گڑھ، ج۲، شمارہ۵، ص21

[50] وحید الزمان، مولانا، احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد، ص20

[51] ایضاً

[52] ایضاً، ص22

[53] ایضاً، ص25

[54] وحید الزمان، مولانا، احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد، ص28

[55] وحید الزماں، اشراق الابصار، ص3

[56] وحید الزمان، مولانا، کشف المغطاء ترجمہ موطا امام مالک، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، 2002ء، ص624،623

[57] مالک بن انس، امام، الموطا، کتاب الأقضیۃ باب القضاء في المرفق، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ، رقم الحدیث: 2172

[58] وحید الزمان، مولانا، کشف المغطاء ترجمہ موطا امام مالک، ص634

[59] مالک بن انس، امام، الموطا، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء في المسح علی الخفین، رقم الحدیث: 73

60وحید الزمان، مولانا، کشف المغطاء ترجمہ موطاامام مالک، ص584
61وحید الزمان، مولانا، الہدی المحمود لترجمہ سنن ابی داود، مطبع صدیقی لاہور، 1301ھ، ج1، ص23
62وحید الزمان، مولانا، روض الربی من ترجمہ المجتبیٰ، مطبع صدیقی لاہور، 1302ھ، ج1، ص10
63وحید الزمان، مولانا، المعلم لترجمہ صحیح مسلم، مطبع صدیقی لاہور، 1306ھ، ج1، ص8
64وحید الزمان، مولانا، تسہیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری، مطبع صدیقی لاہور، 1307ھ، ج1، ص13
65وحید الزمان، مولانا، تسہیل القاری، ج1، ص40
66وحید الزمان، مولانا، تذکرۃ الوحید، ص26
67وحید الزمان، مولانا، تیسیر الباری، ج1ص4
68وحید الزمان، مولانا، رفع العجاجہ عن ترجمہ سنن ابن ماجہ، مطبع صدیقی لاہور، 1301ھ، ج1، ص34
69وحید الزمان، مولانا، تیسیر الباری ترجمۃ البخاری، مطبع احمدی لاہور، 1321ھ، ج1، ص24
70وحید الزمان، مولانا، تیسیر الباری، ج1، ص42
71بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، كِتَاب النِّكَاحِ، بَابُ الأَكْفَاءِ فِي الدِّينِ، بیت الافکار الدولیۃ للنشر والتوزیع، ریاض، 2005ء رقم الحدیث: 5090
72وحید الزمان، مولانا، تیسیر الباری، ج1، ص77
73ایضاً، ص82
74وحید الزمان، مولانا، وحید اللغات، ج2، ص440
75وحید الزمان، مولانا، تصحیح کنز العمال، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن، 1310ھ، ص12
76وحید الزمان، مولانا، شمائل ترمذی مترجم، مطبع احمدی، 1265ھ، ص18
77وحید الزمان، مولانا، کشف المغطا ترجمہ موطاامام مالک، مطبع احمدی، 1266ھ، ص8
78وحید الزمان، مولانا، مقدمۃ لغات الحدیث، مطبوعہ اصح المطابع، کراچی، ص11
79وحید الزمان، مولانا، الحاشیۃ الوحید علی الحاشیہ الزاہدیۃ، مطبع علوی لکھنو، 1879ء، ص15
80وحید الزمان، مولانا، وحید اللغات، ج2، ص442
81وحید الزمان، مولانا، وحید اللغات، ج2، ص446
82ایضا، ج3، ص23
83وحید الزمان، مولانا، وحید اللغات، ج1، ص34
84ایضاً
85ایضاً
86انوار اللغہ میں بیۃ موخر ہے اور بیان مقدم ہے ہم نے بھی ان الفاظ کو یہاں اسی ترتیب سے ذکر کیا ہے لیکن وحید اللغات میں ترتیب بالعکس ہے اور یہی ترتیب اقرب اور احسن ہے۔

[87]وحید الزمان، مولانا، وحید اللغات، ج 1، ص25

[88]وحید الزمان، مولانا، وحید اللغات، ج 1، ص56

[89]ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، ج10، مادہ کعب، دار صادر، بیروت، 1956ء، ص725

[90]وحید الزمان، مولانا، وحید اللغات، مادہ: کلف، ج5، ص113

[91]وحید الزمان، مولانا، وظیفہ نبی باوراد وحیدی، حیدر آباد دکن، 1928ء، ص12

[92]وحید الزمان، مولانا، تصحیح کنز العمال، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن، 1310ھ، ص12

[93]وحید الزمان، مولانا، شمائل ترمذی مترجم، مطبع احمدی، 1265ھ، ص18